عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۰ تا ۱۶ ر رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۹

احکام رمضان المبارک

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

جائیداد کی تقسیم کا طریقہ

س:......عرض یہ ہے کہ میری والدہ کے پہلے شوہر سے ان کی تین اولادیں ہیں۔ میری والدہ حیات ہیں، ان کے پہلے شوہر کے انتقال کے بعد ان کی شادی میرے والد سے ہوئی۔ میرے والد سے شادی کے بعد میری پیدائش ہوئی، اب مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ میرے والد سے میں اکلوتی بیٹی ہوں، میری والدہ نے اپنا پرانا مکان فروخت کردیا، شادی کے بعد مگر ان لوگوں نے کسی کو کوئی حصہ نہیں دیا برائے مہربانی مجھے بتادیں کہ میرے والد کی جائیداد میں کس کس کا حصہ ہوگا؟

تنقیح:۱:... مرحوم کے والدین حیات ہیں یا نہیں (والدین حیات نہیں)؟

۲:... مرحوم کے بہن بھائی وغیرہ ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کل کتنے ہیں؟ (ایک بہن حیات ہیں، انڈیا میں)۔

ج:.... بصورت مسئولہ مرحوم کے پاس بوقت انتقال جو کچھ نقد رقم، سونا چاندی، مال جائیداد وغیرہ موجود تھا وہ سب کا سب مرحوم کا ترکہ کہلاتا ہے، مرحوم کے ترکہ میں سے حقوق متقدمہ یعنی تجہیز و تکفین کے متوسط اخراجات نکالنے کے بعد اگر مرحوم پر کسی کا قرضہ ہو تو وہ ادا کیا جائے، اگر مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہ کیا ہو اور نہ ہی بیوی نے بخوشی معاف کیا ہو تو وہ بھی قرض ہے، وہ بھی مرحوم کے ترکہ سے ادا کیا جائے، اسی طرح اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے لئے کوئی جائز وصیت کی ہو تو بقیہ مال کے ایک تہائی تک اسے نافذ کرنے کے بعد بقیہ کل ترکہ کو مساوی طور پر ۲۴ حصوں پر تقسیم کیا جائے، جن میں سے ۳ حصے بیوہ کو (یعنی آپ کی والدہ کو) ۱۲ حصے بیٹی کو اور ۹ حصے مرحوم کی بہن کو ملیں گے۔

مسجد میں کبوتر رکھنا

س:...... مسجد میں کبوتر رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، وہاں پر نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج:...... واضح رہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں، یہ صرف ان کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں، ان کو پاک صاف رکھنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، لہٰذا مسجد میں ہر وہ کام کرنا جو مسجد کی شان و آداب کے خلاف ہو جائز نہیں، کبوتر بازی کا مشغلہ تو ویسے بھی اسلام کی نظر میں درست مشغلہ نہیں چہ جائیکہ مسجد میں اس کی اجازت دی جائے، لہٰذا مسجد میں کبوتر رکھنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں، خاص کر جب اس سے مسجد کی صفائی ستھرائی متاثر ہوتی ہو اور اس سے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہو، جہاں تک نماز کے جائز ہونے کی بات ہے تو اس کے لئے بھی جگہ کا پاک ہونا شرط اور ضروری ہے، ناپاک جگہ پر نماز نہیں ہوتی، اگر مسجد میں نماز کی جگہ پاک ہو تو نماز ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد: ۳۸ — ۱۰ تا ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۹ء — شمارہ: ۱۹

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

اللہ رب العزت کے انعامات کی بارش	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اللہ اور رسول ﷺ سے محبت	۸	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ	۱۳	محمد عبداللہ التعالی نعمان
مانسہرہ میں ناموس رسالت ملین مارچ	۱۵	مولانا زاہد الراشدی
عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری	۱۶	مولانا عبداللطیف قاسمی
خانوادۂ نور وعثمانی کا اک چراغ (۵)	۱۹	مولانا محمد طلحہ رحمانی
احکام رمضان المبارک	۲۲	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
مولانا شجاع آبادی سکھر ڈویژن کے دورہ پر	۲۵	رپورٹ مولانا محمد حسین ناصر

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

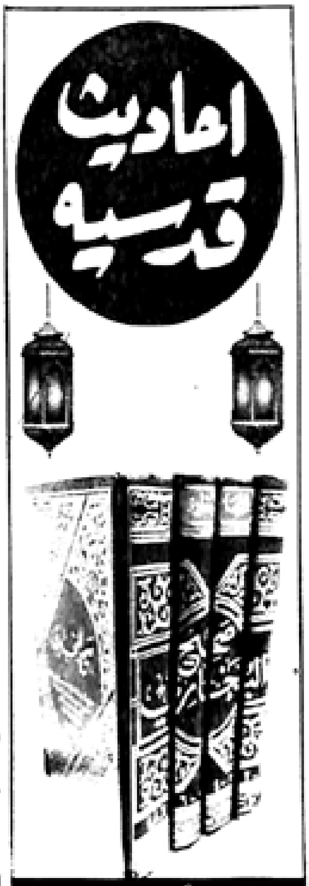

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

قیامت

حدیث قدسی ۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت میں زمانہ جاہلیت کے کچھ لوگ اپنے بتوں کو اٹھائے ہوئے حاضر ہوں گے ان سے ان کا رب سوال کرے گا: وہ عرض کریں گے نہ تو ہمارے پاس تو نے کوئی رسول بھیجا اور نہ تیرا کوئی اور حکم ہم کو پہنچا، اگر تیرا رسول ہمارے پاس آتا تو ہم تیرے بہت ہی فرمانبردار بندوں میں سے ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتاؤ! اگر اب تمہیں کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو گے، یہ کہیں گے ہاں! ارشاد ہوگا: جہنم میں چلے جاؤ۔ جب یہ قریب پہنچ کر دوزخ کا غصہ اور اس کی ہیبت ناک آواز سنیں گے تو واپس آ کر عرض کریں گے: اے رب! ہم کو اس سے بچائیے! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے نہیں کہا تھا کہ جو حکم ہم کو ملے گا، اس کی تعمیل کریں گے؟ پھر اللہ تعالیٰ ان سے عہد و پیمان لے کر دوبارہ حکم دے گا کہ جاؤ جہنم میں چلے جاؤ، یہ پھر بڑھیں گے لیکن متفرق ہو جائیں گے اور لوٹ کر عرض کریں گے: اے رب! ہم جہنم کی طاقت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ذلت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر پہلی مرتبہ داخل ہو جاتے تو دوزخ ان پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جاتی۔
(نسائی، حاکم)

غالباً یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے پاس خدا کی توحید کا پیام نہیں پہنچا ہوگا، مگر اللہ کے علم میں یہ نافرمان ہوں گے، اس لئے قیامت میں ان کی نافرمانی کا اظہار کرا دیا جائے گا اور پھر ان کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

قضا نمازیں

س:...... قضا نمازیں کسے کہا جاتا ہے؟

ج:...... شریعت نے ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت کو رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں روزانہ کی بنیاد پر اپنے اپنے مقررہ وقت میں پانچ نمازیں ادا کرنے کو فرض (لازمی) کیا ہے۔ اگر ان نمازوں کو شریعت کے طے کردہ اوقات میں ادا کر لیا جاتا ہے تو شریعت کی نظر سے وہ ادا نمازیں کہلاتی ہیں۔ وقت میں پڑھے جانے کے باوجود اگر وہ شریعت کی بتلائی ہوئی شرائط پر پورا نہ اترتی ہوں اور شریعت نے اسے دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا ہو تو وقت کے اندر دوبارہ پڑھے جانے والے اس عمل کو اعادہ کہتے ہیں، لیکن اگر کوئی نماز اس کے ادا کرنے کے وقت میں جان بوجھ کر یا بھول کر پڑھی ہی نہ گئی ہو اور اس کے پڑھنے کا وقت نکل چکا ہو تو ان نمازوں کو قضا نمازیں کہا جاتا ہے۔

س:...... قضا نمازوں کے متعلق شریعت کی بتلائی ہوئی تعلیمات کیا ہیں؟

ج:...... بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر نماز قضا کر دینا شریعت نے سخت گناہ قرار دیا ہے اور قضا نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس پر سچے دل سے توبہ کرنے کی بھی تعلیم دی ہے تاکہ نہ پڑھنے کا گناہ بھی معاف ہو جائے۔

س:...... اگر بھول کر کسی کی نماز رہ جائے اور وقت نکل جائے تو شریعت اس کے متعلق کیا حکم دیتی ہے؟

ج:...... وقت نکل جانے کے بعد جیسے ہی یاد آئے اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو مزید تاخیر کئے بغیر اس نماز کو فوراً بطور قضا پڑھ لیا جائے۔

س:...... کیا صرف توبہ کرنے سے عبادات معاف ہو جاتی ہیں؟

ج:...... نہیں! توبہ کرنے سے صرف تاخیر کرنے کا جو گناہ کبیرہ لازم آیا ہے وہ معاف ہو جاتا ہے صرف توبہ کرنے سے عبادات معاف نہیں ہوتیں۔

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اللہ رب العزت کے انعامات کی بارش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

ماہنامہ لولاک مارچ ۲۰۱۹ء کے ’’کلمتہ الیوم‘‘ میں عرض کیا تھا کہ اللہ رب العزت نے فضل وکرم سے ماہنامہ ’’الصدیق‘‘ ملتان کی سولہ سالہ جلدوں کا ریکارڈ ختم نبوت لائبریری ملتان میں جمع ہوگیا ہے۔ پڑھنے لکھنے کا ذوق رکھنے والے دوستوں کے لئے یہ ایک خوشخبری تھی۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے یہ خوشخبری اللہ رب العزت کے انعامات کی بارش ثابت ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

متذکرہ شمارہ میں تفصیل سے عرض کیا تھا کہ ماہنامہ ’’الصدیق‘‘ کے ریکارڈ کو جمع کرنے کے دو اہم مقاصد تھے:

۱…… یہ کہ علامہ طالوت مرحوم کے ردقادیانیت پر تمام رشحات قلم جمع ہوجائیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب ’’الصدیق‘‘ جمع ہوگیا تو یہ مقصد حاصل ہوگیا۔ اس پر مزید اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ علامہ طالوت مرحوم پر جو ریکارڈ ان کے ورثاء کے پاس جمع تھا، ہم نے فوٹو کاپی کرانے کے لئے ملتان منگوایا ہوا تھا، اس کی فوٹو کرا کر اسے لائبریری میں جمع بھی کرلیا تھا۔ اس متذکرہ ’’لولاک‘‘ میں ’’الصدیق‘‘ کی فائل کے مکمل ہونے کی خبر پڑھ کر علامہ طالوت مرحوم کے صاحبزادے اور ہمارے مخدوم زادے حضرت مکرم حماد رشید صاحب اور جناب مولانا منظور احمد آفاقی دختر زادہ حضرت طالوت صاحب مرحوم دفتر تشریف لائے اور حضرت طالوت مرحوم پر جملہ ریکارڈ جو پہلے دفتر میں ان حضرات سے حاصل کر رکھا تھا وہ سب انہوں نے مجلس کی ختم نبوت لائبریری ملتان کے لئے وقف کردیا۔ اب ان کی جلدیں بنوا کر علیحدہ سے گوشہ علامہ طالوت ؒ کے عنوان سے درج کرنے کا رفقاء سے عرض کیا ہے۔

۲…… یاد ہوگا کہ متذکرہ ’’لولاک‘‘ میں ماہنامہ ’’الصدیق‘‘ ملتان کے جمع کرنے کا دوسرا داعیہ یہ قرار دیا تھا کہ حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری مرحوم کی کتاب سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تلاش تھی۔ سو اس کی تفصیل سنیں جو ایمان پرور بھی ہے اور یادگار بھی۔

کتاب ’’سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ‘‘

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ؒ تھے۔ دلاور ایک گاؤں ہے جو وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ اسی نسبت سے مولانا ابوالقاسم محمد رفیق صاحب دلاوری کہلاتے تھے۔ آپ لاہور جامع مسجد نیلا گنبد میں خطیب رہے۔ آپ اپنے زمانہ میں نامور اہل قلم تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد، چوہدری افضل حق، آغا شورش کاشمیری، جوش ملیح آبادی، دیوان سنگھ مفتون، مولانا ظفر علی خان، مولانا غلام رسول مہر رحمہم اللہ ایسے نامور اہل قلم سے کسی طرح کم نہ تھے بلکہ بعض وجوہ سے نمایاں شان لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی تحریر کی عمدگی برمحل الفاظ کا استعمال قابل قدر اور لائق تقلید ہے۔ ان کی ہر تصنیف جہاں اردو ادب کا شاہکار ہے وہاں تحقیق ومعلومات کا بیش بہا خزینہ بھی ہے۔ مولانا کا قلم رواں اور سلیس ایسا کہ مشکل سے مشکل مسئلہ کو ادب کے پیرایہ میں ایسے ادا کرتے ہیں کہ بس کمال ہی کردیتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری میں آپ کی درج ذیل کتب محفوظ وموجود ہیں:

۱…… عماد الدین: یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی۔ نماز کے فضائل ومسائل کا مجموعہ ہے۔ آج سے نصف صدی قبل مدارس کے ابتدائی درجات میں

شامل نصاب رہی۔ یہ کتاب سوال وجواب کے انداز پر مرتب کی۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے بڑے سائز کے ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل اسے شائع کیا۔

۲...... سیرت کبریٰ: ۱۴؍نومبر ۱۹۵۱ء میں تالیف مکمل ہوئی۔ رحمت عالم ﷺ کی سیرت طیبہ پر اردو میں اس سے بہترین کتاب فقیر راقم کی نظر سے نہیں گزری۔ اردو ادب کا کامل ومکمل نمونہ، معلومات کا انبار، سیرت طیبہ کا کوئی واقعہ ایسا نہیں جو اس کتاب میں درج نہ ہو۔ ترتیب وتشکیل اور ادائیگی میں ادب واحترام کا وہ منظر کہ ہر جگہ مسحور کن نظارہ کا سماں لئے ہوئے ہے۔ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ مکتبہ صدیقیہ ملتان سے شائع ہوئی۔ اب تک لیتھو پر چھپ رہی ہے۔ کاش! کوئی بندۂ خدا اسے کمپیوٹر پر عمدہ کاغذ دیدہ زیب شائع کر کے عشق رسالت مآب ﷺ کا ثبوت دے تو جہاں مصنف مرحوم کے لئے ثواب سے مزید راحت ملے، وہاں ناشر کے لئے ذخیرہ آخرت ثابت ہو۔

۳...... شمائل کبریٰ: نومبر ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔ یہ آپ ﷺ کے شمائل مبارکہ کا خوبصورت مرقع حسن ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اخلاق عظمیٰ پر محققانہ، مؤرخانہ، جدید ودلآویز اسلوب بیان اور نہایت اہم کتاب ہے۔ مولانا کی وفات کے بعد مولانا عبدالحکیم خان نشترؔ نے بعض ابواب کی تکمیل و اضافے اور مولانا غلام رسول مہر نے نظر ثانی فرمائی۔ شیخ غلام علی لاہور نے شائع کی۔ ۵۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴...... اصلاحات کبریٰ: ۶؍ستمبر ۱۹۵۶ء میں تالیف ہوئی۔ اس کے ٹائٹل پر مصنف مرحوم نے خود یہ تعارف لکھا ہے۔ ’’جس میں دکھایا گیا ہے کہ جن ایام آشوب ختم المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ اس عالم ناسوت میں قدوم فرما ہوئے۔ اس وقت صفحۂ ہستی پر عموماً اور سرزمین عرب میں خصوصاً کیا کیا خرابیاں اور برائیاں رونما تھیں اور دنیا کے مصلح اعظم ﷺ نے ان کو کس طرح دور کیا اور ان میں کیا کیا اصلاحات فرمائیں۔‘‘

۵...... سیرت ذوالنورینؓ: سید عثمان بن عفانؓ کی سیرت پر اپنے وقت کی سب سے بہترین کتاب ہے۔ جس کی دو جلدیں پونے نو سو صفحات پر مشتمل ہیں یہ کتاب ۱۱؍جنوری ۱۹۵۷ء کو مؤلف نے مکمل کی۔

۶...... التوضیح عن رکعات التراویح: یہ ۱۴؍اپریل ۱۹۵۲ء کو مکمل ہوئی۔ اس کے صفحات ۱۴۴ ہیں اور بیس رکعات تراویح پر مکمل ومدلل مباحث پر مشتمل ہے۔

۷...... ائمہ تلبیس: یہ کتاب ۴؍جنوری ۱۹۳۷ء کو مصنف نے مکمل فرمائی۔ مصنف اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں: ’’ائمہ تلبیس یا غارت گران ایمان، ان مشہور دجالوں کے سوانح ہے جنہوں نے عہد رسالت سے لے کر آج تک الوہیت، نبوت، مسیحیت، مہدویت اور اس قسم کے دوسرے جھوٹے دعوے کر کے ملت حنیفی میں رخنہ اندازیاں کیں اور اسلام کے حق میں مارہائے آستین ثابت ہوئے۔‘‘ اس کتاب کو بارہا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر نے شائع کیا، جو کمپیوٹر ایڈیشن کے ساڑھے سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی کتاب کو ’’جھوٹے نبی‘‘ کے نام سے اب ادارہ نگارشات لاہور نے بھی شائع کیا ہے۔

۸...... رئیس قادیان: مدعی نبوت ومسیحیت مرزا غلام قادیانی کے مستند اور صحیح حالات پر مشتمل یہ کتاب ہے۔ نومبر ۱۹۳۸ء کو مصنف مرحوم نے لکھی۔ اب اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کمپیوٹر ایڈیشن پر شائع کیا جو پونے سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔

۹...... مدعیان مذبوح یعنی ایمان کے ڈاکو: یہ کتاب مصنف مرحوم نے ۶؍جولائی ۱۹۵۶ء کو مکمل کی جو بڑے سائز کے ۱۴۴؍صفحات پر مشتمل ہے۔ کتب خانہ صدیقیہ ملتان نے اسے شائع کیا۔ مصنف مرحوم نے اس کا تعارف خود یہ لکھا ہے: ’’مال وزر کے ڈاکوؤں کے حالات تو روزمرہ پڑھتے ہیں۔ ایمان کے ڈاکوؤں کی حکایات بھی مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ نے اگر بصیرت سے کام لیا تو فتنہ گروں کو فوراً پہچان لیں گے اور اپنے ایمان کو اس دور فتن میں محفوظ کر سکیں گے۔‘‘

مصنف مرحوم ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ جنوری ۱۹۶۰ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی پہلی تصنیف ائمہ تلبیس ہے۔ پھر اس کے بعد زندگی بھر آپ ردقادیانیت پر لکھتے رہے۔ جیسا کہ ایمان کے ڈاکو اور رئیس قادیان وغیرہ سے ظاہر ہے۔ آپ کی تصنیفات کا تعارف آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان نو کتب کے علاوہ آپ کی ایک کتاب ’’سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ‘‘ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ اس کتاب کی تلاش کے لئے ربع صدی سے تگ ودو جاری تھی۔

’’الصدیق ملتان‘‘ بھی اسی غرض سے جمع کیا گیا کہ شاید اس میں یہ کتاب بالاقساط شائع ہوئی ہو، لیکن مایوسی ہوئی۔ چنانچہ ’’لولاک‘‘ مارچ ۲۰۱۹ء کے کلمۃ الیوم میں لکھا تھا کہ شاید یہ کتاب سرے سے شائع ہی نہیں ہوئی۔ قارئین یہ سن کر خوشی محسوس کریں گے کہ ادھر ہماری طرف سے مایوسی کا اظہار ہوا اور ادھر قدرت کردگار نے اپنی رحمت بے پایاں کی موسلا دھار بارش برسادی۔ ۲۶؍مارچ ۲۰۱۹ء بروز منگل کو پشاور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما الحاج عنایت علی صاحب کا فون آیا کہ یہ کتاب مل گئی ہے۔ اگلے دن آپ نے وٹس ایپ کے ذریعہ اس کا ٹائٹل بھی بھجوادیا۔ ۲۹؍مارچ ۲۰۱۹ء جمعۃ المبارک کے روز حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اس کتاب کا فوٹو لے کر راولپنڈی تشریف لائے اور فقیر کو ممنون احسان فرمایا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب فارغ التحصیل عالم دین ایک سکول میں ٹیچر اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور میں کمپیوٹر کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ ان کی طرف سے کتاب کیا ملی، ربع صدی سے قابل تلاش ایک خزانہ یکا یک جھولی میں موجود پایا۔ اس سے کتنی خوشی ہوئی اس کا سوائے اہل ذوق کے اور کون اندازہ کر سکتے ہیں۔ کتاب کمپوزنگ کے لئے دے دی ہے۔ اڑھائی سو صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔ کمپوزنگ میں شاید نصف صفحات کم ہو جائیں گے۔ کتاب کو شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔

قارئین کرام! آج یہ سطور تحریر کرتے وقت مؤلف مولانا محمد رفیق دلاوری مرحوم کی ان کتابوں کو جو مجلس کی لائبریری میں موجود ہیں، دیکھنا ہوا تو مزید ایک کتاب ’’سوانح کربلا‘‘ کا بھی ذکر ملا۔ مصنف مرحوم کی دس کتب کا تعارف اوپر درج ہے۔ گیارھویں کتاب ’’سوانح کربلا‘‘ کی تلاش میں مدد کی درخواست ہے۔ مصنف مرحوم کی مزید کون کون سی تصنیفات ہیں؟ ان گیارہ کتب کے علاوہ کسی کو مزید کتب معلوم ہوں تو ان کی نشان دہی و تلاش میں مدد فرمائیں۔ واجرکم علیٰ اللہ تعالیٰ!

تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ

آسیہ مسیح کی رہائی پر کفر کی دنیا نے جس طرح خوشی کا اظہار کیا وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی سامنے آیا کہ پاکستان کے قانون سے تحفظ ناموس رسالت کی دفعات کو ختم کیا جائے اور ساتھ ہی موجودہ حکومت کی طرف سے پہلے دن سے عاطف قادیانی کو حکومتی فنانس کمیشن کے ممبر بنانے اور قادیان کے قریب نیا ویزہ پوائنٹ بنانے کے اقدامات پر تشویش پیدا ہوئی کہ اگر اس کی روک تھام کے لئے کام کا آغاز نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ کہیں کوئی بڑا حادثہ نہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کو توفیق بخشی۔ آپ نے ’’تحفظ ناموس رسالت‘‘ ملین مارچ منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس وقت تک دس ملین مارچ منعقد ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

۱......	کراچی	۸؍نومبر ۲۰۱۸ء	۲......	لاہور	۱۵؍نومبر ۲۰۱۸ء
۳......	سکھر	۲۵؍نومبر ۲۰۱۸ء	۴......	مظفر گڑھ	۲۳؍دسمبر ۲۰۱۸ء
۵......	ڈیرہ اسماعیل خان	۲۷؍جنوری ۲۰۱۹ء	۶......	مردان	۱۷؍فروری ۲۰۱۹ء
۷......	ٹنڈو غلام علی، بدین	۲۴؍فروری ۲۰۱۹ء	۸......	نصیر آباد	۲۸؍فروری ۲۰۱۹ء
۹......	وزیرستان (میران شاہ)	۲۴؍مارچ ۲۰۱۹ء	۱۰......	سرگودھا	۳۱؍مارچ ۲۰۱۹ء

حق تعالیٰ کے کرم کو دیکھیں کہ تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ کیا منعقد ہونے شروع ہوئے کہ حق تعالیٰ نے خلق خدا کے قلوب واذہان کو اس طرف متوجہ کر دیا۔ ہر ملین مارچ پہلے سے زیادہ کامیاب رہا۔ ان کی یہ پذیرائی دیکھ کر کفر کے بیرونی ایجنڈا کو سانپ سونگھ گیا۔ پاکستان میں اس ایجنڈا کو نافذ کرنے والوں کو ایک انچ آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہو پائی۔ اب گیارھواں ملین مارچ ۲۴؍اپریل کو خیبر ایجنسی اور بارھواں ملین مارچ ۲۸؍اپریل کو مانسہرہ میں منعقد ہوگا۔ رفقاء کرام سے خصوصاً اور اہل اسلام سے عموماً ان ملین مارچوں کو کامیاب بنانے کی درخواست ہے۔ امید ہے کہ توجہ فرمائی جائے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

مولانا سیّد عبداللہ حسنی ندویؒ

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ" (المائدہ:۵۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے، سو اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو (وجود) میں لے آئے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہتے ہوں گے۔"

فائدہ: آج دنیا کے جتنے مذاہب ہیں وہ اپنے معبودوں کی عقیدت ومحبت کے سلسلہ میں افراط وتفریط میں مبتلا ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے خدا کو صرف پیکر محبت وشفقت ہی سمجھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اپنے خدا کو صرف قانون کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یعنی اپنے معبودوں کے تعلق سے رحمت ومحبت کا کوئی رابطہ تصور ہی نہیں کرتے، لہٰذا ظاہر ہے کہ وہ مذاہب اپنی اپنی ڈگر سے ہٹ گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ اس طرح کے تصورات کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں، ورنہ سابقہ امم میں جو صحیح مذاہب رہے ہیں اور اب دین اسلام جو ہمارے سامنے صحیح شکل میں موجود ہے، اس میں خدا کا صحیح تصور اس کے اسماء کے ذریعہ سے دیا گیا ہے اور خاص طور سے جو اسلامی نظام ہے چاہے وہ عبادات کا ہو یا معاملات کا ہر نظام میں ان باتوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں اللہ کا صحیح تصور قائم ہو، بالخصوص دین کے وہ بنیادی ارکان جن کو اسلام کے ستون کہا جاسکتا ہے، (شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج) ان کو بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں بھی اس تصور کا بہترین امتزاج پایا جاتا ہے۔

جس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو بتانے اور اس کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں، اسی طرح روزہ اور حج کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محبوبیت الٰہی کا شاندار مظہر ہیں، معلوم ہوا کہ خداوند قدوس ایک طرف حاکم مطلق ہے تو دوسری طرف وہ تمام انسانوں کا محبوب بھی ہے، اسی وجہ سے قرآن مجید میں ان دو چیزوں کا ایک ساتھ ذکر ملتا ہے یعنی جہاں نماز کا تذکرہ ہے وہاں زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے، کیونکہ ان دونوں کے اندر بندہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مانتا ہے اور جب بندہ نے حاکم ہونا مان لیا اور اس کے قانون کو تسلیم کرلیا تو گویا کہ اس نے اسلام کو بھی مان لیا، اسی طرح بقیہ جو دو ارکان ہیں (روزہ اور حج) وہ اس کی محکومیت کے مظہر ہیں، اسی لئے حدیث میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے: نمبر ایک پر نماز کا ذکر ہے، پھر زکوٰۃ کا اور اس کے بعد روزہ اور حج کا تذکرہ ہے، روزہ کے بعد حج کے ذکر کا یہ بھی مقصد ہوسکتا ہے کہ آدمی نے جو روزہ رکھا ہے وہ اصلاً اس نیت سے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کو حاصل ہوسکے اور اسی تڑپ میں وہ اپنا کھانا پینا بھی چھوڑ دیتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ جب میرے بندہ نے میرے لئے کچھ وقت کو کھانا اور پینا چھوڑ دیا تو کیوں نہ اس کو اپنے گھر کی زیارت بھی کرادی جائے، پھر ادھر شدت شوق میں بندہ کی محبت میں بھی مزید اضافہ ہوجاتا ہے غرض کہ اس کو زیارت کعبہ نصیب ہوجاتی ہے اور حج کے تعلق سے تو ہر ایک کو علم ہے کہ وہ سراپا عشق ومحبت ہی کی کہانی ہے جو حضرات حج کرچکے ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔

محبت کی تاثیر:

بہر حال اللہ تعالیٰ کے دونوں اوصاف ہیں ایک تو طرف وہ حاکم ہے دوسری طرف محبوب بھی، محبوب تو اس وجہ سے ہے کہ اس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور یہ دنیا کا قاعدہ رہا ہے کہ ہر ایک کو اپنی بنائی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے، یہاں تک کہ کمہار بھی جب کوئی برتن بناتا ہے تو اس کو اپنے برتن سے محبت ہوتی ہے، اگر کوئی شخص کمہار کے برتن کو جاکر توڑ دے یا بُرا کہہ دے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جائیں گے کہ آپ کون ہوتے ہیں کہنے والے؟ تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی ہے

اور سارے انسانوں کو بنایا ہے، اس لئے یہ بات گویا کہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں سے محبت ہے اور جب محبت ہے تو اس محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کو بھی محبت ہو اور محبت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ اس کے بغیر کام نہ آسان ہوتا ہے نہ انجام پذیر ہوتا ہے، اگر کام کا تعلق صرف قانونی رکھا جائے تو اس میں فارملٹی تو ضرور پوری ہوگی، لیکن کام اچھا نہیں ہوگا، اسی لئے جو بات قانونی ہو وہ پیش نظر رہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان اس کام کو اپنا کام سمجھے اور یہ سمجھے کہ ہمارے مالک کا دیا ہوا ہے اس وجہ سے ہم اس کو کر رہے ہیں اور پھر وہ ہمارا محبوب بھی ہے تو پھر اس کام کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

محبت کے اندر اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی تاثیر رکھی ہے، اسی لئے اگر انسان محبت کے راستہ پر چلے تو کانٹے کے راستے بھی پھول معلوم ہوتے ہیں اور کڑواہٹ بھی مٹھاس میں بدل جاتی ہے اور پریشانی اور تکلیف بھی اس کو راحت اور خوش گوار معلوم ہوتی ہیں اور اگر محبت نہیں ہے تو ہلکی سی تکلیف بھی اس کو اس کے مقصد سے دور کر دیتی ہے، اس لئے حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اور اپنے رسول کے ذریعہ سے کہلوایا بھی ہے کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ سے دل و جان سے محبت کرنا چاہئے۔

طبعی اور عقلی محبت:

اسی لئے محبت کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک طبعی محبت ہے اور ایک عقلی محبت ہے۔ طبعی محبت کی مثال: جیسے ماں کو بیٹے سے ہوتی ہے، باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے، لیکن چونکہ بیٹے میں ماں کا جزو بڑا ہوتا ہے اور یہ طبعی بات ہے کہ ہر چیز اپنے جزو سے ضرور محبت کرتی ہے، یوں تو باپ سے بھی اس کا تعلق ہے لیکن ماں کا تعلق زیادہ ہے، لہٰذا ماں باپ کی محبت طبعی محبت کہلائے گی، اسی طرح سے بیٹے کو بھی ماں باپ سے محبت ہوتی ہے تو وہ محبت بھی طبعی محبت کہلائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ پیدا کیا ہے، اس لئے اللہ کو بھی اپنے بندوں سے طبعی محبت ہے، کیونکہ اسی نے ماں باپ کو اور تم کو، غرض کہ ساری دنیا کو بنایا ہے تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کو طبعی محبت ہوگی اور جب اللہ تعالیٰ کو محبت ہے تو جس طرح سے بیٹے کو ماں باپ سے طبعی محبت ہوتی ہے، اسی طرح سے بندہ کو بھی اللہ تعالیٰ سے محبت ہونا چاہئے، یہ الگ بات ہے کہ ماں کو جو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے، وہ بیٹے کو ماں سے نہیں ہوتی، جس کی مثال ایک صاحب نے یوں دی ہے کہ ماں کو بیٹے سے زیادہ محبت کیوں ہوتی ہے؟ تو ان صاحب نے کہا کہ اگر آپ کسی جانور کے گوشت کا ٹکڑا نکال لیں تو بدن بہت دنوں تک زخمی رہے گا اور پھر وہ نشان ہمیشہ باقی رہے گا، لیکن جب گوشت کا ٹکڑا باہر نکل آئے گا تو تھوڑی دیر تڑپے گا بس ٹھنڈا ہو کر رہ جائے گا، اس لئے جو باہر آ گیا ہے اس کا تعلق ویسا نہیں رہتا لیکن جہاں سے وہ آیا ہے اور وہاں زخم چھوڑ کر آیا ہے تو اس کا تعلق ہمیشہ رہتا ہے، اسی لئے ماں کا تعلق بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اس نے نو ماہ تک بچہ کو اپنے پیٹ میں رکھا ہوتا ہے۔

تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے جب انسانوں کو پیدا کیا ہے تو گویا کہ اس کو طبعی محبت ہے اور انسانوں کو بھی طبعی محبت ہے لیکن انسانوں کی طبعی محبت دبی ہوئی ہے، اسی لئے اس کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ اس چنگاری کو ابھارو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم عقلی محبت کرو تو طبعی محبت خود بخود غالب آ جائے گی یا یوں کہہ لیں جب عقلی محبت کرو گے تو طبعی محبت ابھر کر آ جائے گی، کیونکہ عقلی محبت انسان کو جماتی ہے اور طبعی محبت اڑاتی ہے، اگر آپ اور ہم سب اپنے اعمال، طاعات، اور اچھے کاموں کے اندر پرواز کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے طبعی محبت پیدا کرنی ہوگی لیکن اس طبعی محبت کو پیدا کرنے کے لئے پہلے عقلی محبت ہونا ضروری ہے، اسی لئے جہاں جہاں محبت کا مطالبہ ہے وہاں عقلی محبت کو بھی ذکر کیا گیا ہے، اسی لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ عقلی محبت کرو، یا یوں کہہ لیجئے کہ ایمانی محبت کرو تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جو طبعی محبت اندر دبی ہوئی ہے وہ ابھر کر سامنے آئے گی، جیسے کسی پرندہ کا ایک بچہ ہے تو اس کا بچہ پہلے وہ پیدا ہوتا ہے پھر بڑا ہوتا ہے پھر اس کے پر نکلنے کا مادہ اس کے اندر پہلے سے موجود ہے، جیسے ہماری داڑھی اور سر کے بال ہیں، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو داڑھی نہیں ہوتی لیکن بالغ ہونے کے بعد بال نکلنا شروع ہو جاتے ہیں تو گویا کہ یہ مادہ اصلاً اندر موجود ہے، اس لئے بال نکل رہے ہیں، اسی طرح طبعی محبت ہمارے اندر موجود ہے اب اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ غالب آئے اور ہم اڑنے لگیں تو بالکل ایسے ہی جیسے پرندہ کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو بالکل اس کے پر کٹے ہوتے ہیں پھر اس کی ماں کھلاتی پلاتی ہے، یہاں تک کہ پر نکلتے ہیں اور شروع میں جب پر نکلتے ہیں تو وہ پھڑ پھڑاتا ہے یہاں تک کہ جب پورے نکل جاتے ہیں تو وہ اڑ جاتا ہے، بالکل یہی حال اس طبعی محبت کا بھی ہے کہ آدمی پہلے جو اللہ کا حکم ہے وہ بجالاتا ہے پھر جب وہ حکم بجالاتا ہے تو گویا

کہ اس کے اندر وہ عبادات اپنا کام کرتی ہیں، یہاں تک کہ وہ اڑ جاتا ہے اور روحانی پرواز اتنی زیادہ ہوجاتی ہے جس کا ہم تصور نہیں کرسکتے، لیکن پرندوں اور ہماری پرواز کا یہ فرق ہے کہ پرندے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں، ہم ان کو آنکھوں سے دیکھ بھی لیتے ہیں، لیکن انسانی پرواز ظاہری طور پر نظر نہیں آتی ہے، البتہ اس کی محبوبیت، مقبولیت، لوگوں میں اس کی عزت اور بڑے بڑے شاہان عالم کا ان کے آگے جھک جانا، اسی طرح بڑے بڑے مسائل کا منٹوں میں حل کردینا، پیچیدگیوں کا حل نکال دینا، لوگوں کو اس سے بڑی تعداد میں فائدہ پہنچنا اور اس کی وجہ سے ان کا صحیح راستہ پر لگ جانا یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو بتاتی ہیں کہ یہ اڑ رہا ہے۔

محبت کا تقاضا:

معلوم یہ ہوا کہ انسان کو اپنے اندر محبت پیدا کرنا چاہئے، اسی لئے قرآن کریم میں یہ ذکر کردیا گیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بیزار ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی جگہ ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرنے والا ہوگا کیونکہ اصل چیز یہ ہے کہ انسان کے اندر دنیا کی ہر محبت کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت غالب رہے، ورنہ صرف لفظ اللہ اللہ تو کوئی بھی شخص کہہ دیتا ہے، چاہے ملحد ہو جو اللہ کا انکار کرنے والا ہے وہ بھی بسا اوقات اللہ کو پکارنے لگ جاتا ہے، کیونکہ بعض دفعہ ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ اس وقت سوائے اللہ کے اور کچھ یاد ہی نہیں آتا، جیسے روس کے بارے میں آتا ہے کہ اس کا جو پہلا آدمی اوپر سے اترا تھا تو اس کا کہنا ہے کہ میرے منہ سے اچانک اللہ کا لفظ نکلا، پھر اس نے یہ بیان دیا کہ: ”میں نے پوری زندگی اللہ کا نام سنا ہی نہیں، میرے ذہن میں نہ اللہ تھا اور نہ ہی لفظ دین تھا، لیکن جب پیراشوٹ سے اترا تو اچانک میری زبان سے اللہ نکل گیا“، تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کے اندر اللہ موجود ہے، گویا کہ اللہ نے دل میں اس کو کندہ کردیا ہے اور اب تو بعض سائنسی انکشافات سے ثابت بھی ہورہا ہے کہ ہر شخص کے اندر قلب میں باقاعدہ اللہ لکھا ہوا ہے، اسی لئے میں نے شروع میں ذکر کیا کہ طبعی محبت اصلاً اندر دبی ہوئی ہے، لہٰذا اس کو ابھارنے کی ضرورت ہے اور ابھارنے کے لئے سوچ سمجھ کر اچھے اعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

عقلی محبت کی مثال:

حضرت سید احمد شہیدؒ فرماتے تھے: ”عقلی محبت کو اس مثال سے سمجھنا آسان ہوگا کہ گویا آپ کو بخار چڑھا ہوا ہو اور ڈاکٹر نے دوا دی ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ یہ دوا اگر مریض پی لے تو اس کے لئے بہت مفید ہے، اس سے ساری تکالیف دور ہوجائیں گی تو مریض بڑے شوق سے اس کی دوا لے گا، یہاں تک کہ اگر دوا میلوں دور بھی ملے تب بھی لے آئے گا، حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ یہ کڑوی دوا ہے اور اس کے استعمال سے منہ کڑوا ہوجائے گا، لیکن دوسری طرف آدمی جب یہ سوچتا ہے کہ اس سے فائدہ ہوگا تو فوراً استعمال کرلیتا ہے اور شفا حاصل ہوجاتی ہے تو شفا کا ہونا یہ طبعی محبت ہے اور کڑوی دوا کا لینا یہ عقلی محبت ہے۔

اسی طرح انسان ابتدا میں جو اعمال کرتا ہے لیکن اس کا جی نہیں چاہتا ہے پھر بھی یہ سمجھتا ہے کہ نماز کا یہ فائدہ ہے، حج کا یہ فائدہ ہے، دوسروں کی خدمت کرنے کا یہ فائدہ ہے، غرض کہ جو بھی دینی باتیں ہیں، ان سب کے فوائد ذہن میں رکھ کر جب وہ عمل کرے گا تو پھر وہ طبعی محبت کے درجہ میں پہنچے گا اور پھر ظاہر ہے کہ اس کی پرواز ہوجائے گی۔

اسی طرح سید صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ”جب بارش کا موقع ہوتا ہے اور اس وقت ہمارے کسان بھی جب اپنے گھروں میں آرام سے گہری نیند میں سورہے ہوتے ہیں، تو جس طرح اچانک بادل اٹھنے اور پانی گرنے کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے اور وہ اپنا عمدہ لحاف چھوڑ کر فوراً کھیت پر چلے جاتے ہیں تاکہ میڑھ صحیح کرلیں، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اگر ابھی اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا تو اس سال نفع نہیں ہوگا گویا کہ ان کو تصور میں لہلہاتا ہوا کھیت نظر آرہا ہوتا ہے، اس لئے سخت سردی میں بھی انسان اس مشکل کام کو کرتا ہے۔“

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا: ”اسی طرح اگر کوئی انسان سخت گرمی کے باوجود تراویح کی نماز میں کھڑا ہے لیکن جب اس کو جنت کا ایک جھونکا محسوس ہوتا ہے کہ ہم جو عمل کررہے ہیں اس کا ہمارا ایک باغ تیار ہورہا ہے تو اس وقت تراویح میں کھڑا ہونا آسان ہوجائے گا اور پسینہ برداشت کرنا نہایت سہل ہوجائے گا اور اگر ایسا نہیں سوچتا ہے تو تراویح پڑھنا صرف فارملٹی رہ جائے گا۔

اسی لئے آج کل کے ماحول کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ آج کل بجائے تراویح پڑھنے پر ثواب کے حصول نیت کے ہر شخص کی نظر پنکھوں ہی پر اٹکی رہتی ہے کہ جدھر اچھا پنکھا ہوا ادھر جاکر کھڑا ہوجاؤں، تاکہ نماز میں زیادہ آرام حاصل ہوسکے، حالانکہ اصل یہ ہے کہ دوسروں کو فائدہ

پہنچایا جائے، اگر ایسی نیت ہو تو پھر ثواب بھی ڈبل حاصل ہوتا ہے اور چونکہ اس کا تعلق براہِ راست محبت کی وجہ سے جنت سے ہے تو اس جنت کی جب دل میں ہوا آئے گی تو اندر کی ٹھنڈک سے باہر کی گرمی کو نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ باہر کی گرمی کو بھی سکون حاصل ہوگا۔

مستحق محبت کون؟

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد دنیا میں سب سے پہلا محبت کا حق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ اللہ کے رسول کا معاملہ بہت ہی بلند و بالا ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں، یہاں تک کہ آپؐ اللہ کو اتنے پسند ہیں کہ آپ کی پسند پر ان کی پسند ہے، تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو بھی چاہنا ضروری ہوگا اور ان سے بھی محبت کرنی ہوگی اور یوں بھی اگر عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہی ہم سب کو پورا دین، ہدایت نیز زندگی گزارنے کا طریقہ اور دستور العمل ملا اور آخرت کا صحیح تصور ملا، جنت کی بہاریں ملیں، لہٰذا آپ سے محبت ہونی چاہئے۔

اسبابِ محبت:

دنیا میں کسی سے محبت کرنے کے کچھ اسباب ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان کسی سے محبت کرتا ہے، اگر ہم ان اسباب کو دیکھیں تو تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے انسان کسی سے محبت کرتا ہے: (۱) احسان، (۲) کمال، (۳) جمال۔

پہلی چیز ''احسان'' ہے، یعنی اگر کوئی کسی پر احسان کرے تو جس درجہ میں احسان ہوگا اسی درجہ کی محبت ہوگی، اگر کوئی غریب ہے آپ اس کی مدد کردیں تو وہ محبت کرے گا اور اسی طرح یہ بھی ایک قسم کا احسان ہے کہ آپ کسی کو دیکھیں کہ کوئی گڑھے میں جارہا تھا اور آپ اس کو بچالیں تو وہ پوری زندگی آپ سے محبت کرے گا، اسی طرح اللہ نے دنیا میں ہر انسان پر دوسرے انسان کا احسان رکھا ہے، یعنی ماں کا احسان، باپ کا احسان، ساتھیوں کا احسان، لہٰذا جس درجہ میں جس کا احسان زیادہ ہوگا انسان کو اتنی ہی اس سے محبت بھی ہوگی، اس کے بعد انسان کو یہ غور کرنا چاہئے کہ سب سے بڑا احسان تو اللہ کا ہے کہ اس نے جانور نہیں بلکہ انسان بنایا اور پھر صاحبِ ایمان بنایا اور صاحبِ ایمان میں نماز، روزہ والا بنایا، اگر کوئی غور کرے تو اللہ کے بے شمار احسانات ہیں، یہ تو چند موٹی موٹی باتیں ہیں جو ابھی ذکر کی گئیں، اسی لئے قرآن مجید میں بار بار غور کرنے کے لئے کہا گیا ہے کیونکہ جب آدمی غور کرے گا تو اندر سے اللہ کی محبت جوش مارے گی، لیکن اگر کوئی غور ہی نہ کرے اور اس کی عقل ماری جائے اور تدبر و تفقہ کی صلاحیت ہی ناپید ہوجائے تو اس سے بڑھ کر محروم کس کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

دوسری چیز ''کمال'' ہے، اگر کسی انسان کے اندر کمال ہوتا ہے تو اس سے محبت ہوجاتی ہے، یعنی کوئی اچھی تقریر کرتا ہے، اچھی تدریس کرتا ہے، اچھا کام کرتا ہے، یہاں تک کہ آج حال یہ ہے کہ کھلاڑیوں سے لوگوں کو محبت ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کھیل میں کمال حاصل کرلیتے ہیں، حالانکہ ان سے ہرگز محبت نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے قیامت کے روز آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی، اس لئے اس بات سے ہر شخص کو توبہ کرلینا چاہئے کہ وہ غلط دوستی کبھی نہیں کرے گا۔

مسائل کا حل:

ایک جلسہ میں بڑے بڑے پروفیسر حضرات تشریف فرما تھے اور حضرت مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ بھی تشریف فرما تھے، دوران پروگرام اچانک انتظامیہ کی طرف سے میرے نام کا ایک رقعہ آیا کہ کچھ آپ بھی کہہ دیجئے تو میں نے منع کردیا کہ حضرت تشریف فرما ہیں، ہمارا بولنا ضروری نہیں ہے لیکن جب زیادہ اصرار ہوا تو میں نے دو باتیں عرض کیں۔ ایک سائنس کے متعلق دوسرے طلبا کے متعلق، کیونکہ ان کے پروگرام کا عنوان تھا کہ ''اس وقت مشکلات کا حل کیا ہے؟'' تو ہم نے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ صرف ایک حل ہے، وہ یہ کہ: یہاں جتنے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں یہ اصلاً اپنا دل ناچنے، گانے اور کھیلنے کودنے والوں کو دے آئے ہیں، بس ان کو چاہئے کہ وہاں سے لاکر اللہ اور رسول کے حوالہ کردیں اور دوسری بات سائنس کے متعلق کہی کہ: یاد رکھو! جب اسلام کے گھر میں کوڑا کرکٹ جمع ہوجاتا ہے تو سائنس نوکرانی ہے اس لئے جھاڑو دینے آتی ہے، بس اسلام میں اس کی یہی حیثیت ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

محبت کا محل:

معلوم یہ ہوا کہ جس میں کمال نظر آتا ہے انسان کو اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے، لیکن چونکہ ہم لوگ اس قدر دنیا پرست اور ظاہر پرست اور دنیا کے مال و متاع کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری ساری منتہائے فکر و نظر بس یہی ظاہری چیزیں ہوکر رہ گئی ہیں، اس لئے جو ان میں کمال پیدا کرتا ہے اسی سے محبت کر بیٹھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ فیضانِ کمال کہاں سے ہو رہا ہے؟ یعنی

اسی وقت یہ غور کرنا چاہئے کہ اگر خداوند قدوس ان کے اندر یہ صلاحیتیں پیدا نہ کرتا اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر دنیا نہ چلتی اور آپ نے علم کے راستہ کو جس طرح ہموار کیا ہے اگر اس پر امت نہ چلی ہوتی تو کیا دنیا آج یہاں پہنچ سکتی تھی؟ اگر کوئی شخص ان سب باتوں پر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ یہ کمال اللہ کی اپنی ذات کے اعتبار سے ہے، جس کو نہ کوئی پاسکتا ہے نہ چھو سکتا ہے، نہ ہی اس کا کما حقہ ادراک کرسکتا ہے، لیکن سارے کمالات کا سرچشمہ وہی ہے اور اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس نے سب سے بڑے صاحب کمال یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا اور وجود بخشنے کے بعد آپ کو نہ جانے کتنے کمالات سے نوازا، یہاں تک کہ ساری دنیا آج ان کے کمالات سے فائدہ اٹھارہی ہے، اگر اس پس منظر کے ساتھ انسان غور وفکر کرے تو یقیناً آپؐ سے محبت ہوجائے گی۔

تیسری چیز ”جمال“ ہے یعنی انسان کو ہمیشہ اچھی چیز سے محبت ہوتی ہے، مثلاً: اچھا گل دستہ ہے، اچھا پھول ہے، اچھی گاڑی ہے یا کوئی بھی اچھی چیز ہو اور خوبصورت ہو تو اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ اس کی طرف انسان کی طبیعت ضرور مائل ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر یہ داعیہ رکھا ہے کہ وہ خوبصورت چیز کی طرف بے ساختہ دوڑتا ہے اور اس کا دل مائل ہوتا ہے، لیکن یہاں بھی اگر وہ غور کرے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر حسن وجمال والا کون ہوسکتا ہے؟ تو پھر اس کی یہی محبت درست ہوجائے گی، اس لئے کہ اگر انسان اس بات پر غور کرے کہ حسن و جمال کے جتنے پیکر و مناظر اور نظارے ہیں وہ سب کہاں سے آئے؟ کس نے بنائے؟ کس نے پیدا کئے؟ تو صرف خدا کی ذات کی طرف نظر جاتی ہے، اس لئے یہ سوچنا چاہئے کہ جب ان صاحبان حسن و جمال کا یہ عالم ہے تو حسن ازلی کا عالم کیا ہوگا؟ اس کے تعلق سے تو آدمی تصورات ہی میں کھو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ جن اللہ کے نیک بندوں کو اس طرح کی صحیح سوچ نصیب ہوئی تو وہ خدا کی یاد میں ایسے مست ہوگئے کہ صرف لفظ اللہ ہی سے ان کو لطف آتا تھا، یہاں تک کہ نام لیا اور دل دھڑکنے لگا، اسی لئے ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے:

”انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم.“

”یعنی جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کی دھڑکنیں تیز ہوجاتی ہیں۔“

حضرت شاہ یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کا ترجمہ یوں ہے کہ: ”نبضیں تیز ہوجاتی ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔“

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا محبت کرنے کے تین اسباب پر غور کرکے ہم کو اپنی عقلی محبت بیدار کرنا چاہئے، حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان مذکورہ بالا تینوں اسباب پر غور کرے تو اس کے اندر عقلی محبت پروان چڑھتی ہے اور پھر اسی عقلی محبت کے بعد طبعی محبت کی وہ چنگاری جو انسان کے اندر دبی ہوئی ہے سامنے نکل کرآتی ہے، جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پھر محبت کی وجہ سے انسان کا ہر انداز نرالا ہوجاتا ہے، ہر شان نرالی ہوجاتی ہے، ایک ایک لفظ محبت میں ڈوبا ہوا اور دلوں کو چھوتا ہوا نکلتا ہے، لیکن یاد رہے کہ اگر ہم نے اس کو نہ سمجھا تو مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف اشارہ فرمادیا ہے کہ: ”اگر تم نے میرا راستہ چھوڑا اور مرتد ہوگئے تو اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہیں گے۔“ ☆☆

چوہدری محمد علیم کو صدمہ .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے ناظم اعلیٰ پروفیسر چوہدری محمد علیم کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند صالحہ اور عابدہ خاتون تھیں، مرحومہ کے خاوند الحاج چوہدری محمد امینؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خصوصی معاونین میں سے تھے، مجلس کا دفتر جب ماڈل ٹاؤن بی منتقل ہوا تو ایک عرصہ تک رمضان المبارک میں سحری کا کھانا مرحومہ تیار کراکر بھجواتیں، نیز مجلس کے رفقاء سے بہت ہی محبت فرماتیں۔

راقم الحروف ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں رہا۔ اس دوران مجلس کا دفتر چوک بازار سے ماڈل ٹاؤن میں منتقل ہوا۔ حاجی محمد امینؒ اور ان کے بعد ان کے فرزند چوہدری محمد علیم سے ملاقات کے لئے جب کبھی ان کے گھر آنا ہوتا اور مرحومہ کو معلوم ہوجاتا کہ ختم نبوت کے خدام آئے ہیں تو پُرتکلف چائے پانی کے بغیر نہ جانے دیتیں اور فرماتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام آئے ہیں تو بہت ہی خوشی محسوس فرماتیں۔ اللہ پاک مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ چوہدری محمد علیم، چوہدری محمد نعیم سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اُم المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

محمد عبدالمتعالی نعمان

پیغمبر آخر واعظم، سید عرب وعجم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ یعنی امت کی مقدس ماؤں امہات المومنینؓ کی حیات وخدمات اور سیرت وکردار تاریخ اسلام کا ایک ناقابل فراموش باب ہے۔ ازواج مطہراتؓ کے حجرات درحقیقت علوم اسلامی کی ترویج و اشاعت کی جامعات اور علوم نبوی کی درس گاہیں تھیں، جہاں سے دنیا علوم نبوی سے فیض حاصل کرتی رہی، حتیٰ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ تعلیمات اور قرآن وسنت کی تفسیر وتشریح امت تک پہنچی۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی امت تک پہنچانے کا فریضہ ازواج مطہراتؓ نے احسن طریقے سے بہ حسن وخوبی انجام دیا۔ سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ازواج مطہراتؓ میں خلوص ووفا کی پیکر، محسنہ اسلام، خیر النساء حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا نام نامی اسم گرامی اولین اور سرفہرست ہے، جن کی سیرت وکردار اور خدمات سے اسلامی تاریخ کے ادوار اور باب روشن ومنور ہیں۔

آپ کا اسم مبارک خدیجہؓ، ام ہند کنیت اور طاہرہ لقب ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی (قصی حضرت خدیجہؓ کے پردادا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ تھے)۔ قصی پر پہنچ کر سیدہ خدیجہؓ کا خاندان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ تھا، وہ لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ آپؓ عام الفیل سے ۱۵ سال قبل پیدا ہوئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے والد خویلد بن اسد ایک کامیاب تاجر تھے اور نہ صرف اپنے قبیلے میں باعظمت شخصیت کے مالک تھے، بلکہ اپنی خوش معاملگی و دیانت داری کی بدولت تمام قریش میں بے حد محترم اور ہر دلعزیز تھے۔

حضرت خدیجہؓ سن شعور کو پہنچیں تو زمانہ جاہلیت کی آلودگیوں سے پاک اور ان تمام صفات حسنہ سے متصف تھیں، جو عورت کو مثالی بناتی ہیں۔ آپؓ کی عادات پاکیزہ، ذوق لطیف اور زندگی مطہر تھی، اسی لئے معاشرے میں "طاہرہ" کے لقب سے معروف تھیں۔ دولت کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کو بہترین کاروباری ذوق اور صلاحیتیں بھی عطا کی تھیں یہی وجہ ہے کہ آپؓ عرب کی بے حد مالدار اور کامیاب تاجرہ تھیں۔ مشہور ہے کہ اہل مکہ کا کاروان تجارت بیرون ملک جاتا تو اکیلا ان کا مال تجارت باقی تمام تاجروں کے سامان تجارت سے زیادہ ہوتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت "صادق و امین" کے لقب سے تمام مکے میں پھیل چکی تھی اور آپ ﷺ کی راست بازی، سچائی و دیانت داری اور اخلاق کریمانہ کی عام شہرت تھی۔ چناں چہ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں اس کے صلے میں تجارت کے منافع میں جتنا نفع اوروں کو دیتی ہوں، آپ کو اس سے دوگنا ادا کروں گی، اگر آپ اس کام میں ہماری معاونت فرمائیں، ہادی اعظم نے حضرت خدیجہؓ جنہوں نے آگے چل کر آنے والے ایام میں اولین مومنہ اور ام المومنین بننا تھا کا فعال شریک تجارت بننے کی پیشکش قبول کر لی اور حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ہمراہ مال تجارت لے کر بصریٰ تشریف لے گئے اور یوں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مجسم برکت والے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ نے جو تجارتی نفع اس بار کی تجارت میں عطا کیا اسے دیکھ کر حضرت خدیجہؓ کی خوشگوار حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی اور اس پر میسرہ نے آپ ﷺ کی تجارتی حکمت عملی اور دیگر اوصاف حمیدہ کی بہت تعریف کی، جس سے حضرت خدیجہؓ نہ صرف بے حد متاثر ہوئیں، بلکہ آپ کو خصوصی مراعات دیں اور کئی مرتبہ اپنا سامان تجارت دے کر بیرون ملک بھیجا۔ ہر سفر و شرکت کے بعد حضرت خدیجہؓ پر آپ ﷺ کی شخصیت کے جوہر اور مکارم اخلاق کھلتے چلے گئے اور ان کے اثرات بتدریج گہرے اور مستحکم ہوتے چلے گئے، حتیٰ کہ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کاروبار کے ساتھ شریک حیات بنانے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ چناں چہ اپنی ایک قریبی سہیلی کے ذریعے آپ ﷺ کے پاس پیغام بھیج کر نکاح کی درخواست کی، جسے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے منظور فرمالیا۔ شادی کی تاریخ مقرر ہوئی اور مقررہ تاریخ کو حضرت ابوطالب اور خاندان کے دیگر معززین جن میں آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا، حضرت ابوطالب نے دستور کے مطابق خطبہ نکاح پڑھایا اور یوں عالم ارض کی دو بابرکت ہستیوں کو مالک ارض و سما نے یکجا کردیا۔ شادی کے وقت آپؐ کی عمر مبارک ۲۵ سال اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی عمر ۴۰ سال تھی اور یہ بعثت نبوی سے پندرہ سال قبل کا واقعہ ہے۔

پندرہ برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبوت عطا ہوئی۔ یہ عالم انسانیت کے لئے ایک حسین و منور اور مثالی معاشرے کی تشکیل، ہمہ گیر اور عظیم ترین انقلاب کی نوید تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے لبیک کہتے ہوئے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ صحیح بخاری ''باب بدأ الوحی'' میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

بعثت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبرانہ جدوجہد کے ایک ایک مرحلے پر اس شادی کی برکتیں پوری آب وتاب کے ساتھ عیاں نظر آئیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے نہ صرف سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی، بلکہ دعوت اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معاون و مددگار ثابت ہوئیں۔ تاریخ بیان کرتی ہے کہ حضرت خدیجہؓ مکے کی امیر ترین خاتون تھیں اور آپؓ کی تمام دولت شجر اسلام کی آبیاری پر صرف ہوئی۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے اپنی ذہانت، خلوص وجاں نثاری اور خدا ترسی کے سبب ہادیٔ برحق کے دل میں وہ مقام حاصل کیا جو کسی اور کو حاصل نہ ہوسکا۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض نبوی ادا کرنے چاہے تو کوہِ حرا، وادیٔ عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپؐ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تموج پیدا کررہی تھی اور یہ آواز حضرت خدیجہؓ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی جو اس ظلمت کدہ کفر میں انوار الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا۔

سن ۷ نبوی میں قریش مکہ (معاندین اسلام) نے اسلام اور اسلامی تحریک کو ختم کرنے کے ارادے سے جب سوشل بائیکاٹ کی تدبیر پر عمل کیا تو خاندان بنوہاشم کے تقریباً ۷۵ افراد مکہ سے باہر گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور ومقید ہوگئے، اس سماجی اور معاشی مقاطعے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان کے ساتھ حضرت خدیجہؓ بھی قید رہیں، جس کی وجہ سے آپؓ کی صحت بے حد متاثر ہوئی۔ چناں چہ اس اذیت ناک اور صبر آزما سماجی مقاطعے (سوشل بائیکاٹ) جو کہ مسلسل تین سال جاری رہا کے خاتمے اور شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند دن بعد رمضان المبارک ۱۰ نبوی ہجرت سے تین سال قبل آپؐ کی دیرینہ ساتھی، خلوص و وفا کی پیکر رفیقہ حیات اپنے محبوب شوہر کو چھوڑ کر اپنے رب کے حضور چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعیٔ اجل کے سپرد کیا۔

ازواج مطہراتؓ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو بعض امتیازی خصوصیتیں حاصل ہیں۔ کتب احادیث میں حضرت خدیجہؓ کے فضائل ومناقب میں بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کا اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا مقام ومرتبہ تھا، اس کا اندازہ بخاری شریف کی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''ایک بار جبرائیل امینؑ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر فرمایا: ''یارسول اللہ! حضرت خدیجہؓ آپؐ کے پاس پیالے میں کھانے کی کچھ چیز لے کر آنے والی ہیں، وہ آئیں تو انہیں اللہ کا اور میرا سلام کہیے۔''

اسی طرح ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون، حضرت خدیجہؓ بنت خویلد اور حضرت فاطمہؓ بنت محمد۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو حضرت خدیجہؓ کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبویؐ کے ایک ایک صفحے سے نمایاں ہے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ: ''وہ اسلام سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیرہ کار تھیں۔'' (ابن ہشام/السیرۃ النبویہ)

حضرت خدیجہؓ اپنی دولت، اثر ورسوخ اور فہم وفراست سے کام لے کر مکی دور میں ہر نازک موقع پر اسلام کے لئے ڈھال بنی رہیں۔ علم وحکمت سے بھرپور فہم وفراست سے لبریز ایثار وقربانی کی پیکر، دکھ سکھ میں اپنے شوہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی حیات پاک مسلم خواتین کے لئے ایک مثالی اور قابل تقلید نمونہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم آپؓ کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کریں اور دین ودنیا کی فلاح کے لئے ان کی اتباع کریں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۵ مئی ۲۰۱۸ء)

مانسہرہ میں

’’ناموس رسالت ملین مارچ‘‘

مولانا زاہد الراشدی

ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی تنظیم نو کا کام جاری ہے، رکن سازی کے بعد مرحلہ وار انتخابات کا سلسلہ چل رہا ہے اور مرکزی وصوبائی جماعتی انتخابات کی طرف پیشرفت ہو رہی ہے، اس کے ساتھ ہی ’’تحفظ ناموس رسالت ملین مارچ‘‘ کے عنوان سے اجتماعات بھی تسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں اور ایک درجن کے لگ بھگ شہروں میں کامیاب عوامی ریلیوں کے بعد اب ۲۸؍اپریل کو مانسہرہ میں بڑا عوامی مظاہرہ کرنے کی تیاریاں نظر آ رہی ہیں۔ بعض دوستوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی اور مجھ سے بھی مختلف مقامات سے پوچھا جا رہا ہے کہ ان پے در پے عوامی مظاہروں کی آخر ضرورت کیا ہے؟ میں مولانا فضل الرحمن کی اس پالیسی کے بارے میں اس سے قبل اس کالم میں عرض کر چکا ہوں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ حالات کے تقاضوں کے مطابق ضروری ہے اور ان کا رخ بھی صحیح ہے، البتہ رفتار کی تیزی پر میرے ذہن میں بھی اس حد تک تحفظ ضرور موجود ہے کہ ابھی شاید فائنل راؤنڈ کا وقت نہیں آیا اور اس سے قبل بہت سا ہوم ورک باقی ہے۔ میرے خیال میں اس حوالہ سے دو تین باتوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆......ایک یہ کہ قومی سیاست میں دینی قوتوں کا موجود ومتحرک رہنا انتہائی ضروری ہے جس کا دائرہ سکڑتا جا رہا ہے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جو دینی جماعتیں قومی سیاست میں قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ذریعے سامنے آئی تھیں انہوں نے ۱۹۷۳ء کے دستوری تشکیل اور ۱۹۷۴ء میں تحفظ ختم نبوت کے دستوری فیصلہ میں فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا اور پھر ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں ملک گیر اور متحدہ عوامی سیاسی قوت کا رنگ اختیار کر لیا تھا، وہ فضا آج موجود نہیں ہے۔ اس کی وجہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ دینی سیاسی وحدت کے اس دائرے کو توڑنے کے لئے کراچی میں لسانی عصبیت کا کارڈ کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا اور جب وہ استعمال کرنے والوں کی توقع سے بھی بڑھ کر مؤثر ثابت ہوا تو ملک کے دیگر حصوں میں ایسے کارڈ تلاش کرنے اور انہیں استعمال کرنے کی مسلسل کوشش کی گئی جو دینی جماعتوں کے درمیان سیاسی ہم آہنگی کو توڑنے اور مستقبل میں اس کے امکانات کو ختم کرنے کے لئے کام آ سکیں۔ یہ ایک مسلسل اور مربوط عمل تھا جس کا نتیجہ سب کو دکھائی دے رہا ہے کہ دینی قوتوں کی سیاسی وحدت و ہم آہنگی کا ۱۹۷۷ء والا ماحول اب قصہ پارینہ بن کر رہ گیا ہے۔ ان جماعتوں میں سے قومی سیاست میں آج صرف جمعیۃ علماء اسلام قدرے مضبوط سیاسی قوت کے طور پر دکھائی دیتی ہے جبکہ دیگر جماعتیں اپنے سیاسی ماضی کو یاد کرنے کے سوا کچھ نہیں کر پا رہیں۔

☆......دوسرا یہ کہ قومی سیاست میں اگر دینی جماعتوں کا مؤثر وجود اور ان کی سیاسی وحدت ملک وقوم کی ضرورت ہے تو اس کے لئے تحریک نظام مصطفیٰ میں شامل تمام دینی جماعتوں کو میدان عمل میں متحرک ہونا چاہیے تھا مگر یہ کام صرف جمعیۃ علماء اسلام کر رہی ہے اور اگر کسی دوست کو اس کے نقصانات کا اندازہ نہیں ہو رہا تو ہم اس کے لئے دعا کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔

☆......تیسری بات میرے خیال میں اس سے بھی زیادہ قابل توجہ ہے کہ کیا قومی سیاست میں متحرک دینی جماعتوں کو اپنا ایجنڈا، پالیسی اور ترجیحات خود طے کرنی ہیں یا مختلف ملکوں کے دارالحکومتوں، سفارت خانوں اور ’’خلائی اسٹیشنوں‘‘ میں اس کی پلاننگ ہوتے رہنی ہے؟ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے مشن پر خود کو کاربند کہنے والوں کو اب حتمی طور پر اس بات کا فیصلہ کر لینا ہوگا۔ ہمارا تاریخی تسلسل یہ ہے کہ ہم نے قومی اور بین الاقوامی معاملات میں اپنے فیصلے ہمیشہ خود کئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

مولانا عبداللطیف قاسمی

اسلامی عقائد میں ایک اہم اور بنیادی عقیدہ ”عقیدۂ ختم نبوت“ ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جن وانس کی رشد وہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا عظیم الشان سلسلہ جاری فرمایا، اس سلسلہ کو سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمایا، اب قیامت تک کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں جس طرح شرکت ممکن نہیں، اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں بھی شرکت ممکن نہیں، جس طرح نبی صادق کو نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا کفر ہے، اسی طرح جھوٹے مدعی نبوت کو ماننا اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ ماننے کے باوجود اگر کوئی بدنصیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا یقین نہیں رکھتا یا ختم نبوت میں کسی بھی طرح کی تاویل کرے، تو وہ کافر ہے اور ایمان سے قطعاً محروم۔

اللہ جل جلالہ نے جب ایک طرف عالم کی بنیاد رکھی، تو اسی کے ساتھ دوسری طرف قصر نبوت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی، یعنی عالم میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا، اسی کو قصر نبوت کی خشت اول قرار دیا، ادھر عالم بتدریج پھیلتا رہا، ادھر قصر نبوت کی تعمیر ہوتی رہی، آخر کار عالم کے لئے جس عروج پر پہنچنا مقدر تھا، پہنچ گیا، ادھر قصر نبوت بھی اپنے جملہ محاسن اور خوبیوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اور اس لئے ضروری ہوا کہ جس طرح عالم کی ابتداء میں رسولوں کی بعثت کی اطلاع دی تھی، اس کے انتہاء پر رسولوں کے خاتمہ کا بھی اعلان کر دیا جائے؛ تا کہ قدیم سنت کے مطابق آئندہ اب کسی رسول کی آمد کا انتظار نہ رہے۔

”یَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي۔“

(الاعراف:۳۵)

ترجمہ: ”اے آدم کی اولاد! تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آئیں گے جو میری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائیں گے۔“

اس اعلان کے مطابق زمین پر بہت سے رسول آئے؛ مگر کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ خاتم النبیین ہے؛ بلکہ ہر رسول نے اپنے آنے والے رسول کی بشارت سنائی اور ان کی علامات کو ذکر فرمایا؛ تا کہ آنے والے نبی کو پہچان لیں حتی کہ وہ زمانہ بھی آ گیا؛ جب کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے ایسے رسول کی بشارت دے دی جس کا اسم مبارک ”احمد“ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

”وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ.“ (الصف:۶)

عالم کے اس منتظر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مبشر رسول نے دنیا میں آ کر ایک نیا اعلان کیا اور وہ یہ تھا کہ میں اب آخری رسول ہوں، عالم کا زمانہ بھی آخر ہے اور ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں، عالم اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے، قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی کسر باقی تھی، وہ میری آمد سے پوری ہو گئی ہے، دونوں تعمیریں مکمل ہو گئیں ہیں، قرآن کریم میں آپ کی ختم نبوت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا۔

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔“

(الاحزاب:۴۰)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے نسبی باپ نہیں ہیں؛ بلکہ روحانی باپ ہیں، دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ علیہ السلام کو کسی بالغ مرد کا باپ نہیں بنایا گیا جس سے یہ خیال پیدا ہو کہ آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اجرا کے لئے نہیں آئے؛ بلکہ سلسلۂ نبوت کے ختم کرنے کو تشریف لے آئے ہیں، اب قیامت تک نہ کسی قسم کا کوئی رسول آئے گا نہ نبی۔

ختم نبوت کا عقیدہ تقریباً سو قرآنی آیات سے صراحتاً و اشارۃً ثابت ہے، دو سو سے زائد

احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

علماء محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہوجائے کہ اب یہ پیغمبر آخری ہیں اور یہ دین آخری ہے، اب نہ کوئی رسول آئے گا، نہ نبی، نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ ظلی نہ بروزی؛ اس لئے کہ اب منصب نبوت کو ختم کردیا گیا ہے۔

اب تک جتنے رسول آئے، وہ صرف رسول اللہ تھے، آپ رسول اللہ ہونے کے ساتھ خاتم النبیین بھی ہیں، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے پہلی بات آپ رسول اللہ ہیں، دوسری بات خاتم النبیین بھی ہیں، آپ سے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور ادھورا اور ناتمام تصور ہے؛ بلکہ ان دونوں تصوروں میں امتیازی تصور خاتم النبیین ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کا اعلان فرمایا۔

ختم نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا، فاحسنه، واجمله الاموضع لبن من زاوی، فجعل الناس یطوفون به، ویتعجبون له، ویقولون: هلا وضعت هذه اللبن؟ قال: فانا: اللبن، وانا خاتم النبیین۔“ (رواہ جماع ورواہ البخاری عن ابی هریرة: ۳۵۳۵، ۱۰۵۱)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا؛ مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے اردگرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ (اگر لگادی جائے تو کیا ہی بہتر ہوتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی کونے کی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فُضِّلتُ علی الانبیاء بست: اعطیت جوامع الکلم، ونصرت بالرعب، واحلت لی الغنائم، وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا، وارسلت الی الخلق کافۃ، وختم بی النبیون۔“

(رواہ مسلم: ۳۲۵، ۹۹۱)

ترجمہ: مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں، (۲) رعب و جلال (ہیبت و دبدبہ) سے میری مدد کی گئی ہے، (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے (سابقہ امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا)، (۴) زمین کی مٹی کو میرے لئے طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے، (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (برخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص علاقہ میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے)، (۶) مجھ پر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا (اب کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا)۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسان و جنات کے لئے نبی بنایا جانا اور آپ علیہ السلام پر سلسلہ نبوت کو ختم کرنا یہ آپ کی امتیازی شان ہے۔

ختم نبوت تکمیل انعام:

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

شراب کے عادی کے لئے سخت وعید

ترجمہ:...... ”جو شخص ایک بار شراب پئے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی، دوبارہ شراب پئے تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے، سہ بار شراب پئے تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور توبہ کرلے تو توبہ قبول ہوگی، اور اگر چوتھی بار شراب نوشی کا مرتکب ہو تو پھر اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی اور اب اگر توبہ بھی کرنا چاہے تو اندیشہ ہے کہ اس کی توفیق نہ ہو، بلکہ اسی جرم پر اس کا خاتمہ ہو، اور اللہ تعالیٰ اسے ”نہر خبال“ سے (جس سے دوزخیوں کی پیپ بہتی ہے) پلائیں گے۔“ (مشکوٰۃ:۳۱۷)

لَکُمُ الاسلامَ دِیناً۔‘‘ (المائدہ:۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا، اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

عربی زبان میں کمال اور تمام دونوں لفظ نقصان (کمی) کے مقابل میں استعمال ہوتے ہیں، ان میں فرق یہ ہے خارجی اوصاف کے نقصان (کمی بیشی) کی تکمیل کو کمال کہا جاتا ہے اور اجزا کے اعتبار سے نقصان اور کمی کی تکمیل کو تمام کہا جاتا ہے۔

اس آیت میں دونوں لفظ جمع کردیے گئے ہیں اور بتایا گیا کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے کامل ومکمل ہوچکا ہے، اللہ کی نعمت پوری ہوچکی ہے، دین اسلام نہ اجزا کے اعتبار سے ناقص ہے نہ اوصاف کے اعتبار سے ناقص ہے۔

یہ آیت کریمہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان کررہی ہے جو باقرار اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مقبول اس امت لئے ایسا کامل فرمادیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں رہی، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق، سیاست وحکومت شخصی واجتماعی آداب، مستحبات ومکروہات، واجبات وفرائض اور حلال وحرام کے جملہ قوانین اور قیامت تک لئے تمام معاش ومعاد کے ضروری وبنیادی اصول خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے متعلق ہوں: امت کے لئے اس طرح واضح کردئے گئے ہیں کہ اب یہ امت تاقیام قیامت کسی نئے دین یا نئے نبی کی شریعت کی محتاج نہیں رہی، اس خیر امت کے نبی اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف وسیدھی اور روشن شاہراہ تیار فرما کرگئے کہ جس پر چلنے والے کو دن ورات میں کوئی خطرہ مانع نہیں۔

’’قدترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها۔‘‘ (ابن ماجہ، رقم ۴۳ص:۵)

ترجمہ: ’’میں نے تمہیں ایک ایسے صاف روشن اور سیدھے راستے پر چھوڑا ہے کہ جس کا رات ودن برابر ہے، (حق وباطل واضح رہیں گے) لہٰذا یہ امت کسی نئے دین اور نئے نبی کی محتاج نہیں ہے۔‘‘

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’هذه اکبر نعم الله عزوجل علی هذه الام، حیث اکمل تعالیٰ لهم دینهم، فلا یحتاجون الی دین غیره، ولا الی نبی غیرنبیهم - صلوات الله وسلامه علیه - ولذا جعله الله تعالیٰ خاتم الانبیاء، وبعثه الی الجن والانس الخ۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر المائدہ:۳)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے امت کا دین کامل کردیا ہے کہ اب اسے نہ کسی اور دین کی ضرورت رہی، نہ کسی اور نبی کی؛ اس لئے کہ آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور انسان و جنات سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ ختم نبوت دینی ارتقا اور دین محمدی کا عظیم الشان کمال ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی کمال اور اس امت کے لئے اس سے بڑا انعام اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ (جاری ہے)

بقیہ:......مانسہرہ میں ناموس رسالت ملین مارچ

ہمارے فیصلوں سے اختلاف کیا جاسکتا ہے، ان میں غلطی بھی ہوسکتی ہے لیکن کیا ہم نے کسی مرحلہ میں کوئی فیصلہ کسی کے کہنے پر یا کسی کے اشارے پر کیا ہے؟ تحریک شیخ الہندؒ کے ایک شعوری کارکن اور تاریخ کے ایک باخبر طالب علم کے طور پر مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔

اس حوالے سے آج کا ماحول بدلا ہوا نظر آرہا ہے جبکہ میرے نزدیک اپنے فیصلے غلط یا صحیح خود کرنے کا اختیار دینی جماعتوں بالخصوص شیخ الہندؒ کے نام لیواؤں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے اور اس سے صرف نظر کرنا خودکشی کے مترادف دکھائی دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حوالوں سے یہ جنگ تمام دینی قوتوں کو مل کر لڑنی چاہیے مگر فی الوقت مولانا فضل الرحمن اس معرکہ میں تنہا کھڑے نظر آرہے ہیں اسی لئے میں ان کی اس مہم کی حمایت کررہا ہوں اور ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں۔

ان گزارشات کے ساتھ میں اپنے وطن ہزارہ کے علماء کرام، دینی کارکنوں اور عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۲۸؍اپریل کو مانسہرہ کے ’’ناموس رسالت ملین مارچ‘‘ کو اپنی روایات کے مطابق شاندار کامیابی سے ہمکنار کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۲۷؍اپریل ۲۰۱۹ء)

خانوادۂ نورو عثمانی کا اِک چراغ

(مولانا رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ اور خاندانِ نور کے احوال)

آخری قسط

مولانا محمد طلحہ رحمانی

وفاق المدارس کی ذمہ داریاں:

محبوب محترم مولانا سیفیؒ وفاق المدارس العربیہ پاکستان جیسے بڑے ادارہ کے چند اہم شخصیات میں شامل تھے، بیس ہزار سے زائد مدارس دینیہ پر مشتمل اس ادارہ سے لاکھوں علماء و طلباء منسلک ہیں، اس ادارہ کے چند شعبے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

انتظامی شعبہ جو کہ امتحانی نظم سمیت دیگر امور کی نگرانی کرتا ہے، وفاق المدارس کے اس نظام کے تحت اپنی ساٹھ سال سے زائد خدمات سے لاکھوں افراد مستفید ہوئے، وفاق المدارس کا نظام امتحان اپنی منفرد خصوصیات کی بنا پر ایک اہم شعبہ ہے، مولانا سیفیؒ اس نظام امتحان کی نگرانی کرنے والے ان چند افراد میں شامل تھے جو تین دہائیاں قبل سے اس اہم ذمہ داری سے منسلک رہے۔ راقم نے اپنے ابتدائی تعلق کی بابت اوپر لکھا ہے جو تقریباً اٹھائیس برس قبل کے وفاق کے امتحان میں مولانا سیفیؒ کے زیر سرپرستی میں دیا تھا، اور اس وقت آپ سینٹر کے نگران اعلیٰ تھے، ہمارے وفاق کے نظام کے تحت نگران اعلیٰ سالوں کے تجربہ رکھنے والوں کو بنانا ضابطہ کا حصہ ہے۔ مولانا سیفیؒ وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات کے انتظامی شعبہ سے سالوں منسلک رہے۔

وفاق کے امتحان کے پرچوں کی جانچ پڑتال کا بھی ایک منفرد شعبہ ہے، اس میں ملک بھر کے سیکڑوں وہ مدرسین شامل ہوتے ہیں جو اس پرچے سے متعلق فن میں مہارت اور کتاب کی بہترین درسی تجربہ بھی رکھتے ہوں، ہر درجہ کے اعتبار سے درجنوں مدرسین علماء پر ایک نگران مقرر کیا جاتا ہے جس کو وفاق کی اصطلاح میں ''ممتحن اعلیٰ'' کہا جاتا ہے، نظام امتحان کے بعد مختصر وقت میں نتائج کی تیاری کے حوالہ سے ''ممتحن اعلیٰ'' اور ان کی ٹیم کا بنیادی کردار ہوتا ہے، مولانا سیفیؒ کئی سال وفاق المدارس کے ممتحن اعلیٰ کے عہدہ پر رہنے والے چند باکمال افراد میں شامل رہے۔

وفاق المدارس کے انتظامی شعبہ کے بعد دوسرا اہم شعبہ امتحانی کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی کے دستوری سربراہ صدر وفاق اور نگران ناظم اعلیٰ وفاق ہوتے ہیں، اور ان کے علاوہ ملک بھر کے نو اراکین اس کمیٹی کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس شعبہ میں پاکستان کے چوٹی کے وہ چند افراد شامل ہوتے ہیں جو سالوں وفاق المدارس کے نظام امتحان اور وفاق کے روایتی مزاج سے مکمل مطابقت رکھتے ہوں۔ امتحانی کمیٹی کی وفاق المدارس کے نظام امتحان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ تقریباً نو سال سے مولانا سیفیؒ اس کمیٹی کے اہم رکن بھی تھے۔

وفاق المدارس کی ایک نصاب کمیٹی ہے، اس میں شامل چند اراکین ہزاروں مدارس کے منتخب ایسے افراد ہوتے ہیں جن کا تدریسی تجربہ سالوں پہ محیط ہو، اس کمیٹی میں صدر و ناظم اعلیٰ وفاق کے علاوہ چوبیس علماء شامل ہیں، ہمارے مولانا سیفیؒ عرصہ سے وفاق المدارس کی اس اہم نصاب کمیٹی کے بھی رکن تھے۔

مولانا سیفیؒ کی تعلیمی وانتظامی انتھک محنتوں و کاوشوں کو ارباب وفاق المدارس نے خراج تحسین کی نظر سے دیکھتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہا ہے۔

مولانا سیفیؒ کی کئی انتظامی و امتحانی تجاویز کو مجلس عاملہ نے منظور کرتے ہوئے مستقل ضابطہ کی شکل بھی دی ہے۔

وفاق المدارس کے تعلق کی نسبت سے راقم کا مستقل رابطہ رہتا تھا، بعض مرتبہ رائے کا اختلاف بھی ہوتا تو اس میں مولانا سیفیؒ بہت اعلیٰ ظرفی اور اپنی خاص شفقت وعنایت سے راقم کی رائے کی قدر کرتے ہوئے خوب حوصلہ افزائی بھی فرماتے، اپنائیت کے حسین جذبہ کے ساتھ ایک چھوٹے بھائی اور برخوردار کی طرح اصلاح اور خوب رہنمائی بھی فرماتے، ان سے قربت کی بنا پر وفاق کے امور کی انجام دہی کے لئے کبھی مشورہ کرتا تو بہت مسرت کا اظہار فرماتے،

ہمارے بعض دوست ان کے بارے میں مزاج کی سختی کی غلط فہمی کا شکار تھے۔ابتداء میں راقم بھی ان کی فطری اصول پسندی کی وجہ سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا،لیکن الحمدللہ! بہت جلد ان کے بارے میں غلط تاثر زائل ہو گیا،راقم بھی ازراہ تفنن ان کے مزاج کے خلاف بات کرتا تو فوراً سمجھ جاتے اور بڑی دلکش محبوبانہ مسکراہٹ سے لاجواب کر دیتے۔

صاحب بصیرت شخصیت:

مولانا سیفیؒ کو اللہ نے فراست وبصیرت سے بھی خوب نوازا ہوا تھا،ہمارے بعض معروف بڑے اداروں کا اپنا ایک الگ مزاج اور خاص تشخص ہوتا ہے اور وفاق المدارس کے فیصلے ملک کی مجموعی اداروں کے مفاد کو سامنے رکھ کر کرنا معمول کی بات ہے،ایسی صورت حال میں وفاق کے بعض وہ عہدداران جو اپنے اداروں کی طرف سے وفاق میں خدمات انجام دے رہے ہوتے ہیں،ان کو بعض مرتبہ آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس تناظر میں حکمت، بصیرت اور تدبر کے ساتھ مولانا سیفیؒ کی اعلیٰ فراست کو دیکھنے اور سمجھنے سے بہت کچھ سیکھنے کی سعادت راقم کو بھی نصیب ہوئی۔حقیقت کی نظر سے پرکھیں تو مولانا سیفیؒ جیسے باکمال اشخاص بہت کم اور نایاب ملیں گے جو بیک وقت کئی اہم عہدوں کے باوجود اپنے وقت کی صحیح قدر دانی کرتے ہوئے تمام مناصب کا حق ادا کر جاتے ہیں۔ایسے ہی کردار کے حاملین کو لوگ سالوں یاد کرتے ہوئے’’تتنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین‘‘ کے مصداق اپنے لئے رحمتوں کے نزول کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔

پیکرِ صبر واستقامت:

مولانا سیفیؒ کو دو برس قبل ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے فالج کا سخت حملہ ہوا،جس سے آپ کو کئی روز ہسپتال کے انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا،کئی روز نیم غنودگی کے ساتھ جسم کا اکثر حصہ مفلوج ہو چکا تھا،لیکن حیران کن طور پر آپ کی حس شعور اور حواس جلد بحال ہو گئے تھے،جسم کے اکثر ساکت اعضاء کے باوجود معالج اور اہل خانہ کے نہ چاہتے ہوئے بھی اصرار کے ساتھ ہسپتال سے گھر منتقل ہو گئے،اعضاء کی بحالی کے لئے گھر میں ہی اپنی قوت مدافعت سے علاج کرواتے رہے، اپنی فولادی ہمت اور ذہنی قوت سے جلد ہی نیم فالج زدہ جسم کے باوجود آپ نے اپنی ذمہ داریاں انجام دینی شروع کر دیں، امراض کی حقیقی اعصاب شکن معذوری کے ساتھ اپنی روحانی تاثیر سے معمولات کی بحالی کی بار آور کوششیں کرتے ہوئے اپنے مفوضہ تمام امور کو انجام دیتے ہوئے ایک مثال بھی قائم کر دی۔زبان میں لرزش کئی بے جان اعضاء لیکن حواس کی تازگی کے ساتھ وہیل چیئر پہ درس گاہ سمیت اپنے دفتری امور کی انجام دہی کرنا واقعی ان کے والہانہ جذبہ کا عکاس تھا،اس سے زیادہ حیران کن ان کا وفاق المدارس کے امور کو ادا کرنا تھا،اپنی بیماری کے آخری دو برسوں میں وفاق المدارس کے سالانہ امتحان میں امتحانی مراکز (سینٹرز) کے دورے کیے اور اپنے معاونین کے ذریعہ مکمل رپورٹیں بھی مرتب کیں۔ ان کی اس دیرینہ مخلصانہ خدمت پہ اکابر وفاق نے زبردست خراج تحسین بھی پیش کیا۔

یہاں ان کی اس بیماری کے ساتھ لکھنے کا مقصد ان کی وفاق المدارس کے مرکزی دفتر ملتان میں اپنی زندگی کے آخری اجلاس میں شرکت اور راقم سے آخری تفصیلی ملاقات کا ہونا بھی تھا۔

یادوں بھری نشست:

تیس ستمبر اور یکم اکتوبر ۲۰۱۸ء کو جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس کی عاملہ کا اجلاس تھا،راقم بھی اپنے بڑوں کی خدمت کے لئے وہاں موجود تھا،اجلاس کے اختتام پہ دارالعلوم کے مہمان خانہ میں اراکین عاملہ سے ملاقات کے لئے مولانا سیفیؒ اپنے مخصوص پرتپاک انداز میں وہیل چیئر پہ تشریف لائے،واپس جانے لگے تو راقم نے اسی مہمان خانہ میں گزشتہ سالوں میں کئی بار اکٹھے ملاقاتوں اور نشستوں کی یادوں کو زندہ کرنے کی غرض سے ساتھ کھانے کا اصرار کیا تو حسب سابق خوش دلی سے قبول فرمایا۔دوران طعام کافی دیر تک ان کے علاج،صحت سمیت وفاق المدارس کے مختلف موضوعات پہ ہماری بات چیت ہوتی رہی۔

آخری ملاقات:

اس ملاقات کے تقریباً ایک ماہ بعد ملتان دفتر وفاق میں ملاقات ہوئی۔مجلس عاملہ میں طے ہونے والے مدارس بنات سے متعلق اہم فیصلوں کے حوالہ سے صدر وفاق مدظلہ العالی کی صدارت میں ہونے والے اہم اجلاس میں مولانا سیفیؒ نے شرکت کی،جو آپ کی زندگی کا آخری اجلاس تھا،آپ نے اس میں حسب سابق اپنی بہترین تجاویز بھی پیش کیں۔راقم کا وہ پورا دن مختلف امور کے حوالہ سے کافی مصروف رہا،رات کو ناظم اعلیٰ وفاق المدارس حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری حفظہ اللہ کے فرزند کے ولیمہ کی باوقار تقریب میں شرکت کے

لئے جامعہ خیرالمدارس میں حاضری کے بعد دفتر واپسی ہوئی تو مولانا سیفیؒ سو چکے تھے، مجھے دفتر کے خادم نے بتایا کہ مولاناؒ بار بار آپ کی آمد کا پوچھتے رہے، ملتان میں ان کو دیکھ کر ہر ایک نے خوشی کا اظہار کیا، راقم نے ملاقات پہ ان کو کہا کہ اب آپ نے جلد اس وہیل چیئر کو چھوڑنا ہے، تاکہ ہم مزید آپ کو سابقہ ترتیب پہ سرعت اور تیزی سے کام کرتے ہوئے دیکھیں۔اس پر انہوں نے بتایا کہ میرا عمرہ پر جانے کا ارادہ ہے، تاکہ وہاں جاکر اللہ سے اپنی صحت اور دینی امور پہ استقامت کی دعائیں کروں۔اس آخری ملاقات میں مجھے پہلے سے ان کی طبیعت میں بہتری اور بشاشت زیادہ محسوس ہوئی۔

چند دنوں کے بعد راقم سفر میں تھا تو معلوم ہوا کہ مولانا سیفیؒ عمرہ پر تشریف لے گئے ہیں، جان کر بہت خوشی ہوئی، اس مبارک سفر کے لئے ان کی تڑپ اور جذبات سنے ہوئے تھے، اس لئے دل سے ان کی مکمل صحت یابی کی دعائیں نکلیں، رب تعالیٰ نے واقعی ان کی دعاؤں کو قبولیت سے نواز دیا تھا۔دین کی عالی خدمات انجام دیتے دیتے دنیا سے بلالیا، یہ یقینا بڑی قبولیت اور سرفرازی تھی کہ اس مبارک سفر کے روحانی انوارات سمیٹے ہوئے سوئے آخرت کی منزل کی جانب چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کے درجات کو بلند کرنے کے لئے آزمائشوں سے نکال کر اپنی آغوش رحمت میں بلالیتے ہیں۔

زیارت حرمین کی مقدس فضاؤں سے تازہ دم ہوکر مولانا سیفیؒ کراچی تشریف لائے۔چار دنوں تک اپنی بیماری سے قبل کی طرح سرعت و جانفشانی سے اپنے امور کی انجام دہی میں مصروف ہوگئے۔

”رشید“، ”اشرف“ اور ”سیفی“ بھی:

خانوادۂ نور کے عظیم فرزند، عثمانی گھرانے کی نسبتوں عظمتوں والی ولیہ کے باکمال بیٹے، علوم ومعارف کے مرکز دارالعلوم کراچی کے عشق سے سرشار، تقویٰ سے مزین باعمل عالم، تسلیم و رضاء کے پیکر، مردم شناس استاذ ومربی، علوم وفنون کے خوگر، باصول نظم سے مرقع شخصیت، ہمہ جہت انتظامی امور کو سلیقہ قرینہ سے انجام دینے والے ہمارے مخدوم و محبوب محترم مولانا رشید اشرف سیفیؒ عمر حیات کے باسٹھ قابل رشک برس گزار کر عالم بقاء کی جانب چلے گئے، اللہ نے آپ کو باطنی وروحانی طور پہ آئینہ کی مانند شفاف، ظاہری اوصاف سے بھی خوب نوازا تھا، علمی وقار، انتظامی وجاہت، اپنی ذات میں سادہ مزاج رکھنے اور رب کی رضاء میں راضی رہنے والے ایک صابر، شاکر وقانع انسان تھے، انتہائی جسمانی امراض وتکالیف سہہ کر جس ہمت اور جوانمردی سے آزمائش سے مقابلہ کیا، اس میں یقینا اللہ کی مدد ان کے شامل حال رہی، اعلیٰ ظرفی کی اعلیٰ خاندانی روایات کی خوب پاسداری کرنے کی عالی صفت بھی راقم نے ان میں خوب دیکھی، خودداری وحق داری میں وہ دوٹوک موقف رکھتے تھے، اسلاف ومشاہیر کی نسبتوں کو اپنے سر کا تاج سمجھتے ہوئے جذبات کا رنگ بھی دیکھا، وقت کی رفتار کے ساتھ اپنے مشاغل کی ادائیگی کرنے والے وقت کی قدر ومنزلت کا بھی احساس دلاتے، مولانا سیفیؒ ذکاوت و فراست، بصیرت وحکمت، علمیت وعملیت پسند دینی علوم کے حامل شخصی صفات سے متصف تھے۔مناسب قد، گندمی رنگ، گلاب کی مانند کھلتے، چہرے پہ گھنی مسنون داڑھی، زیرلب ہلکی سی مسکراہٹ، چال میں سرعت، قدرے بڑی آنکھوں میں چمک، دینی فکر وتڑپ کی موجزن موجوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے، گفتگو میں تیز کلامی مگر زبردست حاضر جوابی، مشرب اکابر کے مؤثر داعی، وفاق المدارس کے اصول پسند منتظم، اخلاص وللّٰہیت، تقویٰ وخشیت سے لبریز مخفی روحانیت کے فکری مربی، راقم کو اپنا چھوٹا بھائی مان کر بڑوں کی مانند ہر پل رہنمائی کرنے والے محبوب ومخدوم مولانا رشید اشرف سیفی رحمہ اللہ اپنے لاکھوں فیض یافتہ روحانی فرزندوں کی شکل میں بڑا ذخیرۂ آخرت اپنے ساتھ لے گئے، جن بڑوں کی نسبتوں کا سبق زندگی بھر پڑھا کر عمل کیا ان کے دامن اور پہلو میں اب آرام فرما ہیں۔

اپنے علمی وروحانی فرزندوں کی شکل میں اپنے وارثین کی بہت بڑی تعداد اور اپنے کئی چمکتے کارناموں کے نقوش بھی چھوڑ گئے ہیں۔

مولانا سیفیؒ کی نسبی اولاد میں تین فرزند اور چار بیٹیاں ہیں، الحمدللہ! سب حفظ قرآن کی سعادت سے مشرف ہیں، بڑے صاحبزادہ مولانا طیب رشید اشرف سلمہ درس نظامی سے فارغ التحصیل ہیں، دوسرے بیٹے حافظ طاہر رشید اشرف سلمہ درجہ سادسہ اور سب سے چھوٹے حافظ مامون رشید اشرف سلمہ ابتدائی درجہ میں زیرتعلیم ہیں۔دوصاحبزادیوں کی شادیاں ہوچکی ہیں۔

☆☆..........☆☆

احکامِ رمضان المبارک

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

رمضان میں سخاوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے۔ (بیہقی فی الشعب) مطلب یہ ہے کہ آپ یوں بھی کسی سائل کو محروم نہ فرماتے تھے مگر رمضان میں اس کا اہتمام مزید ہو جاتا تھا۔

روزہ افطار کرانا:

خاتم الانبیاءؑ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلوایا یا مجاہد کو سامان دے دیا تو اس کو روزہ دار جیسا اجر ملے گا۔

(بیہقی فی الشعب عن زید بن خالدؓ)

اور روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

روزہ میں بھول کر کھا پی لینا:

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو روزہ پورا کرلے کیونکہ (اس کا کچھ قصور نہیں) اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

سحری کھانا:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

(بخاری و مسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم عن عمرو بن العاصؓ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر خدا اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی عن ابن عمرؓ)

افطار:

نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، یعنی غروب آفتاب ہوتے ہی فوراً روزہ کھول لیا کریں گے۔

(بخاری و مسلم عن سہلؓ)

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندوں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں سب سے زیادہ جلدی کرنے والا ہے، یعنی غروب ہوتے ہی فوراً افطار کرتا ہے اور اسے اس میں جلدی کا خوب اہتمام رہتا ہے۔ (ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجوروں سے افطار کرو، کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لے کیونکہ وہ (ظاہر و باطن) کو پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی عن سلمان بن عامرؓ)

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے:

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے، اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ عن ابی ہریرہؓ)

سردی میں روزہ:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسم سرما میں روزہ رکھنا مفت کا ثواب ہے۔ (ترمذی عن عامرؓ) مفت کا ثواب اس لئے فرمایا کہ اس میں پیاس نہیں لگتی اور دن جلدی سے گزرتا ہے، افسوس ہے کہ بہت سے لوگ اس پر بھی روزہ سے گریز کرتے ہیں۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان المبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت جنابت صبح ہو جاتی تھی اور یہ جنابت احتلام کی نہیں (بلکہ بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی) پھر آپ غسل فرما کر روزہ رکھ لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم) مطلب یہ کہ صبح صادق سے قبل غسل نہیں فرمایا اور روزہ کی نیت فرمائی، پھر طلوع آفتاب سے قبل غسل فرما کر نماز پڑھ لی، اس طرح سے روزہ کا کچھ حصہ حالت جنابت میں گزرا، اس لئے کہ روزہ بالکل ابتدائے صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر روزہ میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے، ہاں اگر عورت کے ماہواری کے دن ہوں تو روزہ نہ

ہوگا' ان دنوں کی قضا بعد میں فرض ہے' یہی مسئلہ نفاس کے ایام کا ہے' نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے۔

روزہ میں مسواک:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت روزہ اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے' جس کا میں شمار نہیں کرسکتا۔ (ترمذی) مسواک تر ہو یا خشک' روزہ میں ہر وقت کرسکتے ہیں' البتہ منجن' ٹوتھ پیسٹ یا کوئلہ وغیرہ سے روزہ میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

روزہ میں سرمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری آنکھ میں تکلیف ہے' کیا میں روزہ میں سرمہ لگالوں؟ فرمایا: ''لگالو''۔ (ترمذی)

اگر روزہ دار کے پاس کھایا جائے:

فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک روزہ دار کے پاس کھایا جاتا رہے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں اور اس کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب عن ابی ہریرہؓ)

آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں جس قدر عبادت میں محنت فرماتے تھے دوسرے ایام میں اس قدر محنت نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب آخری عشرہ آتا تھا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تہبند کس لیتے تھے (تاکہ خوب عبادت کریں) اور پوری رات عبادت کرتے تھے' اور گھر والوں کو (عبادت کے لئے) جگاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

شب قدر:

فرمایا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ یہ مہینہ آچکا ہے' اس میں ایک رات ہے (شب قدر جو عبادت کی قدر وقیمت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے' جو اس رات سے محروم ہوگیا' کل خیر سے محروم ہوگیا' اور اس شب کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو پورا پورا محروم ہو۔ (جسے ذوق عبادت بالکل نہیں اور جو فکر سعادت سے خالی ہے)۔ (ابن ماجہ عن انسؓ)

محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے (اعتکاف کرنے والے کے متعلق) فرمایا کہ وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے' اور اسے وہ ثواب بھی ملتا ہے جو (اعتکاف سے باہر) تمام نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے۔ (ابن ماجہ عن ابن عباسؓ)

یعنی اعتکاف میں بیٹھ کر اعتکاف والا خارج مسجد جو نیکیاں کرنے سے عاجز ہے تو وہ ثواب کے اعتبار سے محروم نہیں ہے' اگر اعتکاف نہ کرتا تو مسجد سے باہر جو نیکیاں کرتا' ان کا ثواب بھی پاتا ہے۔

آخری رات میں بخششیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں اُمت محمدیہ کی مغفرت کردی جاتی ہے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس سے شب قدر مراد ہے؟ فرمایا نہیں! (یہ فضیلت آخری رات کی ہے' شب قدر کی فضیلتیں اس کے علاوہ ہیں؟) بات یہ ہے کہ عمل کرنے والے کا اجر اس وقت پورا دے دیا جاتا ہے' جب کام پورا کردیتا ہے' اور آخری شب میں عمل پورا ہوجاتا ہے' لہٰذا بخشش ہوجاتی ہے۔ (احمد عن ابی ہریرہؓ)

عید کا دن:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں' جو ہر اس بندۂ خدا کے لئے دعا کرتے (ہیں جو) اللہ عزوجل کا ذکر کررہا ہو' پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں کہ دیکھو! ان لوگوں نے ایک ماہ کے روزے رکھے اور حکم مانا' اور فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی کیا جزا ہے' جس نے عمل پورا کردیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے رب! اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا بدلہ پورا دے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فریضہ پورا کردیا جو ان پر لازم تھا اور اب دعا میں گڑگڑانے کے لئے نکلے ہیں' قسم ہے میری عزت وجلال اور کرم کی اور میرے علو ارتفاع کی! میں ضرور ان کی دعا قبول کروں گا' پھر (بندوں کو) ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا' لہٰذا اس کے بعد (عیدگاہ سے) بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب)

رمضان کے بعد دو اہم کام

صدقۂ فطر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مساکین کی روزی کے لئے مقرر

فرمایا۔(ابوداؤد شریف)

شوال کے چھ روزے:

فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اوراس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینہ میں رکھے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا' اگر ہمیشہ ایسا ہی کیا کرے گا تو) گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔(مسلم عن ابی ایوب)

چند مسنون دعائیں:

معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ." (ابوداؤد)

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر روزہ کھولا۔"

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ افطار کے وقت (یعنی بعد افطار) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

"ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ." (ایضاً عن ابن عمرؓ)

ترجمہ: "پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ اجر ثابت ہوگیا۔"

افطار کی ایک اور دعا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ." (ابن ماجہ)

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ کی رحمت کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو ہر چیز کو سمائے ہوئے ہے کہ آپ میرے گناہ معاف فرمادیں۔"

یہ دعا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

جب کسی کے یہاں افطار کرے تو اہل خانہ کو یہ دعا دے:

"اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃُ." (ابن ماجہ)

ترجمہ: "روزہ دار تمہارے یہاں افطار کیا کریں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعا کریں۔"

ایک جگہ افطار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی تھی۔ (جاری ہے)

مولانا محمد عباس اخترؒ خانیوال .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد عباس اخترؒ ۱۹۴۵ء میں ضلع حصار انڈیا میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد والدین کے ساتھ چک نمبر ۵/۷۵-آر ساہیوال میں منتقل ہوگئے۔ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا بیان سن کر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں داخل ہوگئے۔ جہاں تلمیذ شیخ الہند حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رائے پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ، مولانا مختار احمدؒ، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی کی خدمت اور صحبت نے انہیں بچپن ہی میں کندن بنادیا۔ مشکوٰۃ شریف تک تعلیم جامعہ رشیدیہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ جہاں خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ ثم ملتانی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ سے درس حدیث کی سعادت حاصل کی۔ مختلف چکوک میں امامت وخطابت کے بعد خانیوال کو مستقر بنایا اور خانیوال لوکوشیڈ کی مسجد میں امامت وخطابت کا سلسلہ شروع فرمایا اور یہ سلسلہ ۱۹۶۷ء سے شروع کر کے تاحیات نبھائے رکھا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں علماء کرام خانیوال کا اجلاس ہوا، جس میں تحریک کو چلانے پر غور وخوض ہوا۔ اتفاقاً مولانا اس میں شریک نہ ہوسکے۔ اجلاس میں شریک تمام علماء کرام گرفتار کرلئے گئے۔ پیچھے مولانا نے تحریک کا الاؤ گرم رکھا۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور تمام علماء کرام بھی رہا کردیئے گئے تو یومِ تشکر کا جلسہ لوکوشیڈ کی مسجد میں مولانا کے ہاں کیا گیا۔ مولانا نے شب وروز قادیانیت کے کفر کو ضلع بھر میں طشت از بام کیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں ضلع خانیوال جو تحریک کے مراکز میں سے اہم ترین مرکز تھا، اس میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ گرفتاری، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ان کے لئے سنگ راہ نہ ہوسکیں اور آپ کی جرأت وبہادری میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سکھر ڈویژن کے دورہ پر

رپورٹ: مولانا محمد حسین ناصر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سکھر ڈویژن کے چھ روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ پر تشریف لائے، آپ کے دورہ کا آغاز ڈھرکی سے ہوا۔

ڈھرکی میں جلسۂ ختم نبوت: جامع مسجد عمر فاروق میں ۲؍اپریل عشاء کی نماز کے بعد جلسۂ ختم نبوت منعقد ہوا، جلسہ کی صدارت حکیم محسن جان نے کی۔ جلسہ سے ڈویژنل مبلغ مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ناموس رسالت کی طرح اس کے محافظ قانون تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۵-سی کی بھی حفاظت کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر گستاخ رسول کی سزا کے قانون کو غیر موثر کرنے کی کوشش کی گئی تو مشال خان اور ایس ای کالج بہاول پور کے پروفیسر جیسے واقعات رونما ہوں گے، انہوں نے قانون کو اس کی روح کے مطابق نافذ و بحال کرنے کا مطالبہ کیا۔

جامعہ اشرفیہ سکھر: جامعہ کی بنیاد حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ نے ۱۹۵۵ء میں رکھی۔ جامعہ کا باضابطہ افتتاح ازہر الہند دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے کیا۔ جامعہ میں بنین و بنات کے دونوں شعبے کامیابی سے چل رہے ہیں، جس میں سینکڑوں طلبا و طالبات تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ مولانا محمد احمد تھانویؒ نے محمد بن قاسمؒ پارک کے متصل بکی مسجد تعمیر کرائی۔ سکھر کی مشہور و معروف عیدگاہ ''گلشن'' کی توسیع کرائی اور عیدین کی ہمیشہ امامت کرائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا ڈاکٹر محمد اسعد تھانوی مدظلہ خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ مولانا مرحوم نے تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے سکھر میں کئی ایک انجمنیں قائم کیں۔ آپ کے ہاتھ پر سینکڑوں سے متجاوز کوہلی اور بھیل مسلمان ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اسعد تھانوی مدظلہ مہتمم چلے آرہے ہیں۔ ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاری خلیل احمد بندھانی تقریباً ۳۰ سال تک جامعہ کے ناظم رہے۔ آپ ۲۴؍ مارچ ۲۰۱۵ء میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے تو آپ کے فرزند ارجمند قاری جمیل احمد بندھانی مدظلہ آپ کی جگہ جامعہ کے ناظم اعلیٰ اور مرکزی مسجد کے خطیب مقرر کیے گئے۔ جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا امداد اللہ اور مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالمالک برادور سہیل احمد نے خدمت کا حق ادا کیا۔ مولانا شجاع آبادی کا قیام ۳ تا ۵؍اپریل تک تین دن جامعہ کے مہمان خانہ میں رہا۔ آپ نے ۳؍اپریل صبح کی نماز کے بعد جامعہ اشرفیہ کی جامع مسجد میں درس دیا اور طلبا کو چناب نگر ختم نبوت کورس میں شرکت کی دعوت دی، کئی ایک طلبا نے نام لکھوائے۔

جامع مسجد الفاروق میں درس: جامع مسجد الفاروق، چوک گھنٹہ گھر بازار کے خطیب ہماری سکھر مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا عبداللطیف اشرفی مدظلہ ہیں، ان کے حکم پر ۳؍اپریل عصر کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی نے معراج النبی کے عنوان پر درس دیا۔

جامع مسجد اقصیٰ میں درس: جامع مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ کے خطیب مولانا قاری غلام یٰسین ہیں، جو مولانا شجاع آبادی کے فرزند ارجمند قاری ابوبکر صدیق سلمہ کے کلاس فیلو (ہم درس) ہیں، ان کی مسجد میں ۳؍اپریل عشاء کی نماز کے بعد معراج النبی کے عنوان پر تفصیلی بیان کیا۔

جامع مسجد اسلامیہ کالج سکھر: عصر کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی نے اسلامیہ کالج سکھر کی جامع مسجد میں مختصر بیان کیا۔

بھائی منیر احمد سے تعزیت: مخلص جماعتی کارکن جناب منیر احمد کے والد محترم گزشتہ دنوں فوت ہوئے تو مولانا شجاع آبادی کی معیت میں وفد نے بھائی منیر احمد سے تعزیت کا اظہار کیا۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مدنی مسجد آدم شاہ کالونی: مسجد کے خطیب مولانا مفتی محکم الدین زیدمجدہ کی دعوت پر مغرب کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمایا اور مجلس کی ممبر سازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی اپیل کی۔

درایو گوٹھ میں ختم نبوت کانفرنس: مولانا محمد

وزیر فاروقی کی نگرانی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس سے پیر شریف درگاہ کے سجادہ نشین حضرت سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا اسداللہ حیدری، مولانا غلام مصطفیٰ بروڑو، مولانا صاحبزادہ طارق محمود سومرو نے خطاب کیا۔

ورایو گوٹھ میں ختم نبوت کانفرنس کے داعی جناب مولانا محمد وزیر فاروقی چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں گزشتہ سال تشریف لے گئے۔ بیانات سنے تو دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ہمیں بھی ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنی چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے ۴؍اپریل مغرب کی نماز کے بعد کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا، کانفرنس میں صوبہ سندھ کے نامور خطباء نے خطاب کیا، نعت خواں حضرات نے نعتیہ کلام پیش کئے۔ مجلس کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور محمد حسین ناصر نے کی۔ مولانا شجاع آبادی نے پون گھنٹہ خطاب کیا۔

آغا سیّد محمد شاہ کی تعزیت: آغا سیّد محمد شاہ تیس سال سے زائد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر رہے۔ مارچ کے اوائل میں ان کی وفات حسرت آیات کا سانحہ درپیش ہوا۔ مولانا شجاع آبادی نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آغا صاحب کے فرزندان گرامی آغا سیّد محمد ایوب شاہ اور سیّد محمد ہارون شاہ سے تعزیت کی جائے۔ چنانچہ گوٹھ ورایو کے جلسہ سے فارغ ہوکر ان کے دولت کدہ پر مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری ہوئی۔ مرحوم کے دونوں صاحبزادوں اور رفقاء سے تعزیت کا اظہار کیا اور فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔ جناب سیّد محمد ایوب شاہ جمعیت علماء اسلام کے فعال راہنماؤں میں سے ہیں۔ جمعیت کے پلیٹ فارم سے دو مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا لیکن انہیں ایوان میں نہ پہنچنے دیا گیا۔ اللہ پاک آغا صاحب کی بال بال مغفرت فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔

خطبۂ جمعہ: ۵؍اپریل کا خطبہ جمعہ مولانا شجاع آبادی نے فراش گوٹھ کی جامع مسجد میں ارشاد فرمایا۔ مولانا سے پہلے محمد حسین ناصر نے بھی خطاب کیا۔ خطیب مسجد مولانا سراج الدین زید مجدہ کی عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ مرکز سے تشریف لانے والے حضرات میں سے جب کوئی صاحب تشریف لائیں تو ہمیں بھی خدمت کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ مولانا کی استدعا پر مولانا شجاع آبادی نے ان کی مسجد میں تحریک ختم نبوت میں علماء کرام کا کردار کے عنوان پر خطاب کیا۔

جعفرآباد سکھر میں ختم نبوت کانفرنس: مولانا عبدالحمید مہر مجذوب صفت جماعتی کارکن ہیں، سال میں دو تین پروگرام منعقد کراتے رہتے ہیں۔ ۵؍اپریل مغرب کی نماز کے بعد سے رات گئے تک انہوں نے اپنے گوٹھ میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں اندرونِ سندھ سے پیر شریف کے سجادہ نشین مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، سومرانی شریف کے مولانا محمد عبداللہ مہر، مولانا عبداللہ عباسی، محمد حسین ناصر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ سندھی زبان کے معروف ثناخواں حاجی امداداللہ پھلپھوٹو نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

صالحانی گوٹھ چونڈا قل: ۶؍اپریل مغرب کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا خلیل الرحمٰن نے کی۔ مولانا محمد حسین ناصر کے تعارفی خطاب کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر تفصیلی خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالغفار شیخ نے سرانجام دیئے۔ درجنوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔ مولانا اظہر حسین الحسینی نے

آغا سیّد محمد شاہ کی وفات: تحریک ختم نبوت کے پُرجوش ورکر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر الحاج آغا سیّد محمد شاہ ۸؍مارچ کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بنیادی طور پر گلستان کوئٹہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں گلستان سے سکھر آئے اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ مرحوم ۳۰ سال سبزی منڈی سکھر ہول سیل تاجران کے صدر رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۳۵ سال قبل امیر بنے اور تقریباً ۳۵ سال تک مجلس کے امیر رہے۔ آپ بیک وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے شیدائیوں اور فدائیوں میں سے تھے۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کے رفقاء میں سے تھے۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا ہزارویؒ جب بھی سکھر تشریف لاتے شرف میزبانی آغا صاحب کے حصہ میں آتا۔ ایسے ہی مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی میزبانی کا شرف بھی ان کے حصہ میں رہا ہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ، ذکرواذکار، تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے۔ حاجی فرزند علیؒ کے بیٹے سعید احمد سے بہت محبت تھی۔ شام کے وقت معصوم شاہ مینارہ کی مسجد میں عام طور پر عصر کی نماز پڑھتے، پھر سعید احمد کی دکان پر تشریف لاتے، چائے کا دور چلتا رہتا اور تلاوت قرآن کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ تلاوت سے فارغ ہوتے تو تسبیح پڑھ کر شروع فرمادیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے والا وشیدائی تھے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بہت ہی دبنگ انسان تھے، حق گوئی وبے باکی ان کا وظیفۂ حیات تھا۔ کافی عرصہ سے صاحب فراش چلے آرہے تھے ۸؍مارچ جمعہ کے وقت انتقال فرمایا، ہفتہ ۹؍مارچ صبح ۹ بجے تبلیغی مرکز یوسف مسجد میں نماز جنازہ امروٹ شریف کے چشم وچراغ مولانا سیّد سراج احمد شاہد مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام وخواص نے جنازہ میں شرکت کی اور نواں گوٹھ کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کئے گئے۔

خصوصی شرکت کی۔

منورہ مسجد پنو عاقل: ۶/اپریل کو عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جناب عبدالغفار شیخ فعال اور مخلص جماعتی کارکن ہیں۔ جماعتی عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ملک عزیز کی ایک جماعت کی ذمہ دار شخصیت نے تبلیغی پروگرام میں شرکت کا وعدہ کیا۔ حسب پروگرام وہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی جماعت کی تشکیل کی فرمائش کی۔ جناب عبدالغفار شیخ نے جواب میں کہا کہ آپ کے ساتھ تعلق صرف داعی اور مدعو کا ہے۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تو میری جماعت صرف اور صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے اور سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عبدالغفار شیخ نے سر انجام دیئے۔ راقم اور مولانا شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ رات کا قیام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع نور مسجد میں رہا۔

پیر ولی اللہ ہالیجوی کی وفات پر اظہار تعزیت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء کا ایک وفد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی قیادت میں مدرسہ ارشاد القرآن حمادیہ میں مرحوم کے فرزند سے ملا اور تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ پیر ولی اللہ ۲۴/مارچ کو ۴۹ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے فوت ہوئے۔ وفد میں مولانا اظہر حسین، عبدالغفار شیخ، غلام شبیر ودیگر شریک ہوئے۔

مولانا خالد حسین الحسینی سے تعزیت: مولانا خالد حسین الحسینی گھوٹکی مجلس کے امیر ہیں ان کے والد محترم مولانا عبدالحئی گھوٹکی فاضل دیوبند اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے، مجلس کی شوریٰ کے رکن رہے۔ مرحوم کی بیوہ، مولانا خالد حسین کی والدہ ۸۵ سال کی عمر میں ۳۱/دسمبر ۲۰۱۸ء کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور حضرت اقدس مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ کی مسترشدہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ مولانا شجاع آبادی نے راقم کی معیت میں مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

☆☆..................☆☆

مولانا محمد انور رحمۃ اللہ علیہ کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ

مولانا محمد انورؒ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے فاضل، حضرت مولانا سید حامد میاںؒ، مولانا عبدالرشید کشمیریؒ کے شاگرد رشید، جامع مسجد عثمانی کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ کے بانی تھے۔ ایک درویش منش انسان تھے۔ ۱۹۷۰ء میں جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے دورۂ حدیث کیا۔ آپ امام الاولیاء، امام التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مولانا محمد صابرؒ کے فرزند نسبتی اور خلیفہ تھے۔ آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے بھی بہرور تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاونین اور قدر دانوں میں سے تھے۔ راقم جب لاہور میں مبلغ تھا تو اکثر ان سے ملاقات ہوتی رہتی۔ میرے زمانۂ تبلیغ میں ضلع شیخوپورہ میں کوئی مبلغ نہ تھا۔ راقم نے لاہور اور شیخوپورہ اضلاع کے چھوٹے بڑے شہروں، دیہاتوں میں مجلس کو متعارف کرایا۔ ان شہروں میں سے ایک شہر کوٹ عبدالمالک بھی ہے، جس کے باسی حضرت موصوف تھے، آپ نے تھانہ انڈسٹریل ایریا کے ساتھ مسجد بنائی اور دن رات مسجد کی تعمیر و تزئین اور ظاہری و باطنی آبیاری میں لگے رہتے۔

موصوف کے فرزند ارجمند مولانا محمد اجمل سلمہ نے راقم کو بتلایا کہ جس دن والد محترم کا نکاح ہوا انہیں پتہ تک نہ تھا، آپ کے شیخ اور چچا مولانا محمد صابرؒ نے ایک سوٹ دیا اور فرمایا کہ ظہر تک سلوا کر پہن کر میرے پاس آئیں، درزیوں کی منت ترلے کر کے سوٹ سلوایا اور اس کو پہنتے ہوئے شرم محسوس کر رہے تھے کہ مرشد کے کپڑے میلے ہوں اور مسترشد کے صاف شفاف اور نئے جب عصر تک تشریف نہ لائے تو مرشد خود تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ابھی تک آپ نے کپڑے نہیں پہنے؟ عرض کی کہ ابھی پہن کر آتا ہوں تو نماز کے بعد مولانا نے اعلان فرمایا کہ تمام حضرات تشریف رکھیں میری لڑکی کا نکاح ہے۔ ایسا نکاح کہ جس کا دولہا میاں کو بھی علم نہیں، تو اس طرح مولانا کا نکاح اپنے چچا اور مرشد کے گھر میں ہوا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ عالمہ فاضلہ ہیں، انہوں نے ایک کتاب بھی تحریر کی، کافی عرصہ پہلے اس کی طباعت ہوئی۔

آپ صوفی منش انسان تھے۔ تحریکی ذوق نہیں رکھتے تھے، لیکن تحریک ختم نبوت کے ساتھ وجدانی اور نظریاتی تعلق تھا۔ راقم کی حاضری کے متمنی رہتے۔ آپ کے ایک فرزند ارجمند عزیزی مولانا محمد اجمل سلمہ، چناب نگر سے کورس کر کے آئے۔ اس تعلق کی بنیاد پر ان سے پوچھتے رہتے کہ شجاع آبادی صاحب نہیں آئے؟ مجلس کی مالی امداد بھی حسب استطاعت فرماتے رہتے۔ تقریباً سال کے بعد ان کی مسجد میں حاضری ہوئی۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد اجمل سلمہ نے حالات بتلائے جو رقم کر دیئے ہیں۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شفاعتِ نبی کریم ﷺ کا ذریعہ

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

- پوری دُنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے

زکوٰۃ، فطرہ، صدقات، عطیات

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ **ناصر الدین خاکوانی** مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ایڈیٹر جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340